دفعہ اول　　تعداد جلد ۱۴۰۰　　قیمت فی جلد ۴ر

# فہرست مضامین احادیث رسالہ مسک العارف مرتبہ سید محمد اسمٰعیل غلام اکبر یا سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند مؤلف دام فیضہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

## تمہید

امابعد سید محمد احسن امروہی بخدمت ناظرین رسالہ ہذا گذارش کرتا ہے کہ یہ امر تو واضح ہے کہ انبیا
علی نبینا و علیہم السلام کی اکثر پیشین گوئیون میں اکثر احبار ماسبق نے بھی ٹھوکر کھائی ہے دیکھو یہود اہل کتاب
کو اتبک وے نہ حضرت عیسیٰ کو نبی برحق مانتے ہیں اور نہ حضرت یحییٰ کو جو بقوت ایلیا تھے نبی برحق تسلیم کرتے ہیں
علی ہذالقیاس ہمارے پیغمبر سید المرسلین خاتم النبیین صلعم کو احبار یہود و نصاریٰ نے تصدیق نکیا باوجودیکہ یہ اہل کتاب
آنحضرت صلعم کے سخت منتظر تھے اور خود ایک فریق اہل اسلام میں سے خلفاء اربعہ کی پیشین گوئی استخلاف کو آجتک
تصدیق نہیں کرتا وجہ اس ٹھوکر کھانے کی یہ ہے کہ اہل ہوا اُن امور کو جو محکمات سے ہیں تبدیل و تحریف کر کر
متشابہات کے اون معانی کیطرف لاتے ہیں جو اونکے خیالات کے موافق ہوتے ہیں اور متشابہات کو محکمات کیطرف
رجوع نہیں کرتے حالانکہ متشابہات جو محتمل الوجوہ ہوتے ہیں اُونکے معانی وہی کرنے چاہئیں جو موافق محکمات
کے ہوویں کیونکہ محکمات تو وہی ہیں جو سوا ایک وجہ واحد کے دوسرے معنے کا احتمال ہی نہیں
رکھتی اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے ایات محکمات کو ھن ام الکتاب فرمایا ہے یعنے ایات محکمات

مثل اصل اور کتاب کی جڑ کے ہیں۔ اور یہ قاعدہ عقلیہ بھی ہے کہ کُلّ شیٔ یرجع الے اصلہٖ۔ یعنے ہر ایک شی بالطبیعت اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ دیکھو ماں بچے کو ہر چند زجر و توبیخ کرے مگر بچہ ماں ہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ماں ماری لیکن بچہ ماں ہی ماں پکارے۔ تمام شاخوں کا رجوع بھی بالآخر درخت کی جڑ کی طرف ہو جایا کرتا ہے۔ اسیواسطے اللہ تعالے نے ایسے لوگوں کا نام جو متشابہات کی پیروی اپنی رایوں کے بموجب کیا کرتے ہیں الذین فی قلوبہم زیغ رکھا ہے۔ یعنے وہ لوگ کہ اُنکے دلوں میں کجی ہے پس جو شخص معانی متشابہات کو محکمات کی طرف رجوع نکرے وہ عقلاً و نقلاً ایک ٹیڑھی کجی ہے لیکن جو لوگ متشابہات کو محکمات کی طرف رجوع کرتے رہیں اُن کا نام اللہ تعالے نے راسخون فی العلم رکھا ہے یعنے علم میں راسخ اور مضبوط۔ لیکن ان راسخین فی العلم کا یہ کام ہونا بھی ضروری ہے کہ اپنے پروردگار سے یہ دُعا بھی کرتے رہیں کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ یعنے اے رب ہمارے مت مائل کیجیو دل ہمارے متشابہات کے اُن معانی کی طرف جو مخالف محکمات کے ہوں بعد اسکے کہ ہدایت کی ہے تونے اُن تاویلات صحیحہ کیطرف جو موافق محکمات کے ہیں اور بخش تو ہمارے لئے اپنے نزدیک سے ایسی رحمت کہ ہم مطلع ہوتے رہیں اُن تاویلات پر جو موافق ہوں محکمات کے بہ تحقیق تو ہی بڑا بخشنے والا ایسے اسرار اور معارف کا ہے جو موافق محکمات کے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ آیت سورہ آل عمران کی ہے جسمیں حضرت عیسےٰ کی نسبت بہت سے وہ اختلافات اہل کتاب زائل کئے گئے ہیں جو اہل کتاب سابق میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز وہ اختلافات بھی جو قیامت تک حضرت عیسےٰ کی نسبت واقع ہونگے اُنکا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ پس ہم پر نہایت درجہ کا فرض اور واجب ہے کہ اس اختلاف میں جو حضرت عیسےٰ موعود کے نزول کے بارہ میں اب ہو رہا ہے اس الٰہی و قرآنی قانون کو ہاتھ سے نہ دیویں اور اسی اصل محکم کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہیں۔ تاکہ الذین فی قلوبہم زیغ کے وعید سے محفوظ و مصئون رہیں۔ اور ثانیاً یہ بات بھی یاد رکھنی

ضروری ہے کہ ہر ایک قرن اور صدی میں اللہ تعالیٰ مہدی اور مجدد اسلام کی تائید کیلئے بھیجتا رہا ہے۔ احادیث و اخبار میں جو مہدی مختلف مصداق کے مذکور ہوئے ہیں بعض علماء نے اُن سب مختلف احادیث کا مصداق ایک شخص کو کرنا چاہا ہے جو ہرگز ممکن نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی بہت بڑی غلطی ہے مجمع اضداد کا ایک شخص کیونکر ہوسکتا ہے؟ ان سب باتوں پر نظر کرکے حسب فرمایش حضرت محب مکرم اخونا الاکرم جناب **نواب محمد علی خاں صاحب** رئیس خاندان ریاست مالیر کوٹلہ دام اللہ اجلالہ و زید اقبالہ کے یہ رسالہ اربعین عاجز نے لکھا جو تتمہ ہے رسالہ اعلام الاعلام کا۔ اسمیں وہ احادیث مندرج کیگئی ہیں جن کا مصداق **واقع ہوچکا** ہے۔ لہذا ہمکو اب کچھ ضرورت نہیں رہی کہ ان احادیث کی تصحیح و تضعیف میں بحث کریں۔ کیونکہ امر واقعہ نے اُس حدیث کے مصداق کو خود تصحیح کردیا اور نیز معنے اُس حدیث کے محکم ہوگئے۔ اسمیں بھی تاویل کی گنجائش نہ رہی۔ مثلاً حلیہ مسیح میں جو بڑے بڑے اختلافات تھے جبکہ یہہ ثابت ہوگیا کہ مسیح دو ہیں ایک نبی بنی اسرائیل دوم مجدد صدی چہاردہم جسکا نام بھی بسبب چند مناسبات کے عیسیٰ بن مریم ہی ہے تو ان احادیث مختلفہ میں اب تاویل کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی وہا انا شرع فی المقصود و بہ نستعین۔

## حدیث اوّل

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم قال بینا انا نائم اطوف بالکعبة فاذا رجل آدم سبط الشعر تنطف او یہراق راسه ماءً قلت من ھذا قالوا ابن مریم رواہ البخاری حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ تحقیق رسول صلعم نے فرمایا کہ حالت خواب میں طواف کررہا ہوں میں کعبۃ اللہ کا۔ پس یکایک ایک آدمی گندمی رنگ سیدھے بال والا ہے۔ اُس کے بال ایسے صاف کہ گویا سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ مینے کہا یہ کون ہے۔ ملاء اعلیٰ نے جواب دیا کہ یہ

؏ اور ثانیاً یہ امر بھی ضروری اور فرض ہے کہ بمقابل ادلہ قویہ و مستقلہ کے ادلہ ضعیفہ غیر مستقلہ کو قلم انداز کیا جاوے جیسا کہ علم اصول کا قاعدہ ہے۔ منہ

کہ یہ ابن مریم ہے روایت کیا اسکو بخاری نے متعدد جگہ میں ۴۸۹ و ۸۷۶ و ۱۰۵۵ وغیرہ
**ف** بخاری میں چونکہ دو حلیہ مختلف مذکور ہیں ایک تو یہی جو مذکور ہوا اور دوسرا حلیہ یہ ہے
فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر پس لیکن عیسیٰ پس وہ تو سرخ رنگ ہے
گھونگر والے بال چوڑے سینہ والا۔ لہٰذا اس اختلاف حلیتین سے ثابت کہ عیسیٰ بن مریم
دو ہیں اول نبی اسرائیلی دوم امت محمدیہ میں سے بنام مسیح ایک مجدد ہے جو مصداق ہو
کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم اور اما مکم منکم کا اور کتب حدیث
خصوصاً بخاری مسلم کو جو بنظر غائر دیکھا جاوے تو واضح ہوتا ہے۔ کہ مسیح محمدی کا حلیہ
تو پہلا ہے اور مسیح اسرائیلی کا حلیہ دوسرا ہے۔ کیونکہ پہلے حلیہ والے مسیح موعود کے ساتھ
دجال کا ذکر ضرور کیا گیا ہے۔ اور مسیح اسرائیلی کے ذکر میں دجال کا ذکر نہیں فتفادقا
وتبلینا والحمد للہ کہ یہ حلیہ حضرت اقدس میں موجود ہے

## حدیث دوئم

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم المہدی
منی اجلی الجبہتہ اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت
ظلما وجورا یملك سبع سنین رواہ ابو داؤد کذا فی المشکوٰۃ
فی باب اشراط الساعۃ ورواہ الحاکم ایضاً ۔ حضرت ابی سعید رض سے روایت ہے
کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے مہدی موعود مجھ سے ہی ہے روشن پیشانی والا
اونچی ناک والا بھر دیگا زمین کو انصاف اور عدل سے جیسا کہ وہ پر ہو گئے تھے ظلم اور
جور سے غلبہ بطور ملکیت کے رہیگا اوسکو سات برس تک یعنے اوسکی حجت و برہان تمام
دنیا میں سات برس تک رہیگی ایسی ہی ہے مشکوٰۃ شریف میں قیامت کے علامات کے بیان میں
اور روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی **ف** چونکہ یہ مہدی صدی چہاردہم کا مصداق

لامھدی الا عیسے کا ہے لہذا حلیہ مہدی کا جو اس حدیث میں مذکور ہے وُہ بھی اسمیں موجُود ہے یعنی روشن پیشانی اونچی ناک اور بسیط الارض کا پُر ہوجانا ظلم سے بھی اسوقت میں ظاہر ہے کہ صلیب پرستی مذہب تثلیث کی تمام دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور شرک سے بڑہ کر کونسا ظلم ہوگا کہ اِنّ الشرک لظلم عظیم بہ تحقیق شرک البتہ بڑا ہی ظلم ہے۔ اور سات برس تک غلبہ اسلام و توحید کامل کا دُنیا میں ہونا متوقع بہ توقع یقینی ہے۔ کیونکہ الہامات مندرجہ براہین وغیرہ میں یہ غلبہ و فتح اسلام مذکور ہوچکا ہے۔ پس ہوسکتا ہے کہ اسطرحکا غلبہ کامل سات برس تک رہے۔ کیونکہ جب اکثر اجزا پیشین گوئی مندرجہ حدیث بالا کے واقع ہوچکے تو پھر بقیہ ایک جزو کا واقع ہونا بھی بتیقین ہوگیا پس یہ زمانہ غلبہ اسلام کا ہے ساتھ حجت نیزہ سابقہ کے

## حدیث سوم

تقوم الساعۃ والروم اکثر الناس رواہ احمد وابوداود۔ قیامت قائم ہوگی اوس حال میں کہ نصارا سب لوگوں سے زیادہ ہونگے روایت کیا اسکو احمدؒ نے اور ابوداوٗدؒ نے۔

**ف** جمع الغائہ فی البدا والنہایۃ میں لکھا ہے۔ وازانجملہ کثرت حکومت نصارای است مسلم از مستور درروایت کردہ کہ فرمود رسول خدا صلعم برپا شود قیامت وباشند روم بیشتر ازہمہ کس مراد بروم درینجا نصرانیانند کہ قریب زمانہ قیامت بسیار شوند وحاکم اکثر دنیا گردند۔ ومصداق اینخبر ازمدت یکسال بلکہ زیادہ عالم موجود و مشہود است دررسالہ حشریہ نوشتہ چوں جملہ علامات حاصل شود قوم نصارا غلبہ کنند وبر ملکہا بسیار متصرف شوند انتہی والحمدللہ کہ اپنے وقت موعود پر مسیح موعود مبعوث ہوگیا اور ایک روز کا بھی اوسکے آنے میں تجاوز نہ ہوا اور کیونکر ہوتا حدیث صحیح میں موجود ہے کہ اگر ایام دنیا میں سے ایک دن بھی باقی رہے تو بھی اوسکو اللہ تعالے دراز کرکے مبعوث فرماویگا

## حدیث چہارم

عن ابی ھریرۃ قال فیما اعلم عن رسول اللہ صلعم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

هکذا فی المشکوٰۃ فی کتاب العلم ورواہ الحاکم فی المستدرک حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہا انھوں نے بیچ اُن حدیثوں کے کہ جانتا ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اس امّت کے انتفاع کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر ایسے شخص کو کہ تازہ کر دیتا ہے اُسکے لئے اُسکے دین اسلام کو روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اسیطرح ہے مشکوٰۃ شریف میں بیچ کتاب العلم کے اور روایت کیا اُسکو حاکم نے مستدرک میں

**ف** اس چودھویں صدی میں سے چودہ برس گذر چکے پندرھواں شروع ہی اور پیشین گوئی مخبر صادق کی جو حدیث صحیح سے ثابت ہی وہ نعوذ باللہ جھوٹی نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی دوسرا ایسا مجدد جو اسوقت اپنا فرض منصب ادا کر رہا ہو موجود نہیں ہے۔ پس ہر مومن کو جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھتا ہے لازم اور واجب ہی کہ اس امام برحق کو جسکی تصدیق صدہا آیات اللہ سے ثابت ہوتی ہے تسلیم کرے ورنہ بالآخر رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

## حدیث پنجم

صفات مسیح موعود میں سے بروایت احادیث متفق علیہ یہہ صفت بھی ہی کہ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر۔ توڑیگا وہ صلیب کو اور قتل کریگا وہ سور کو۔ اور شراح حدیث اسکی شرح میں لکھتے ہیں ای یبطل دین النصرانیۃ بالحجج والبراھین قالہ الطیبی وغیرہ یعنے باطل کریگا وہ دین نصرانیۃ کو حجتوں اور برہانوں سے۔ کہا ہے اسکو شارح طیبی وغیرہ نے۔ اس حدیث صحیح و متفق علیہ سے بھی ثابت ہی کہ مسیح موعود وقت غلبہ صلیب پرستی کے آویگا جب کہ دنیا بھر میں مذہب نصاریٰ کا جو صلیب پرستی ہے پھیل جاوے گا۔ اگر مخالفین اپنے خیال مخالفانہ سے قطع نظر کرکے تھوڑی دیر کے واسطے اُن امور پر نظر کریں جنسے حضرت اقدس مسیح موعود نے کسر صلیب اور قتل خنزیر کیا ہے تو بالضرور تصدیق کریں کہ مسیح موعود مصداق حدیث

مذکور کا بھی ہے۔ خصوصاً جبکہ بہ لحاظ بطن حدیث کے کہ اعداد اُسکے ۱۸۹۷ء ہوتے ہیں غور کیجاوے تو تعین وقت کسر صلیب اور قتل خنزیر کا بھی تعین ہو سکتا ہے۔ والحمد للہ

## حدیث ششم

حدیث نواس بن سمعان میں موجود ہے فقال اِن یخرج وانا فیکم فانا حجیجه دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرأ حجیج نفسه واللّٰه خلیفتی علی کل مسلم الی قوله صلعم اذ بعث اللّٰه المسیح بن مریم۔ پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر وہ دجّال نکلا اُس حال میں کہ میں تم میں ہوں تو میں بحجت اُسپر غالب آونگا تمھاری اوٹ ہو کر۔ اور اگر نکلا وہ درآنحالیکہ میں تم میں نہیں ہوں تو ہر ایک آدمی بنفسہٖ غالب آنیوالا ہے اُسپر اور اللہ تعالٰی میری طرف سے نائب ہوگا واسطے تائید کے ہر مسلم پر۔ یہانتک آنحضرت نے فرمایا کہ ناگاہ بھیجے گا اللہ تعالٰی مسیح بن مریم کو۔ **ف** اس حدیث سے ثابت ہے کہ مقابلہ مسیح کا دجال سے بحجت وبرہان وادعیہ کے ہوگا نہ سیف وسنان سے۔ اور یہہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب فتنہ دجالیہ انتہا درجہ کو پہونچے گا اور اہل اسلام میں قوت اُسکے مدافعت کی نہ رہے گی تب دفعتہ اللہ تعالٰی اپنے وقت موعود پر مسیح بن مریم کو مبعوث فرماوے گا۔ چنانچہ ایساہی کچھ واقع ہوا ہے۔ والحمد للہ

## حدیث ہفتم

عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب رواه البخاری۔ صفحہ ۴۹۰ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان

✿ روایت احمد بھی موید اسی معنی کی ہے کما فی مسند احمد ویرجع السلم وتتخذ السیوف مناجل وتذهب حمة کل ذات حمة الحدیث منہ۔

ہے اللہ قریب ہے کہ اوتریگا تم میں ابن مریم درانحالیکہ فیصلہ کرنے والا ہوگا انصاف مجسم پس توڑے گا وہ صلیب کو اور قتل کریگا خنزیر کو اور سیفی لڑائی کو اوٹھا دیگا روائیت کیا اسکو بخاری نے اور حاکم کے الفاظ میں فیدق الصلیب (پس کوٹے گا وہ صلیب کو) بھی وارد ہے۔ مصداق اس جملہ یضع الحرب کا بھی کامل طور پر واقع ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ چنانچہ کتاب البریتہ اور تمام رسائل شایع شدہ سابقہ سے واضح ہے

## حدیث ہشتم

عن عمران بن حصین رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما بین خلق ادم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال رواہ مسلم۔ ایضا قال اللہ تعالی لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس قال البغوی فی تفسیرہ الناس الدجال۔ حضرت عمران بیٹے حصین سے روائیت ہے۔ کہا اونہوں نے سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے فرماتے تھے کہ حضرت ادم سے لیکر قیامت تک کوئی امر بڑا دجال سے زیادہ نہیں ہے روائیت کیا اسکو مسلم نے۔ بھی فرمایا اللہ تعالے نے البتہ پیدا کرنا اسمانوں اور زمین کا بڑا زیادہ ہے پیدا کرنے آدمیوں سے۔ کہا ہے امام بغوی نے اپنی تفسیر میں مراد ناس سے دجال ہے ۔ یہ امر یعنے فتنہ دجالی مشاہد اور محسوس ہو رہا ہے کہ آج تک کوئی تاریخ ایسے فتنہ عظیم الشان کی جو اسلام پر وارد ہو رہا ہے خبر نہیں دے سکتی۔ کہ کروڑہا کتابیں توہین وتحقیر اسلام میں پادریاں نصاری وغیرہ کیطرف سے شائع ہو چکیں کیا اب بھی مسیح موعود اللہ کیطرف سے۔ اسلام کی تائید کے لئے نہ آتا پس بطور دلیل انی کے اس حدیث سے اوپر وجود مسیح موعود کے۔ کیسا قوی استدلال ہے۔

## حدیث نہم

* اس قول سے وحدت شخصی دجال کی رد ہو گئی۔

عن ابی ھریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت علیہ سورۃ الجمعۃ واخرین منھم لما یلحقوا بھم قال قلت من ھم یا رسول اللہ فلم یراجعہ حتی سأل ثلثا وفینا سلمان الفارسی فوضع رسول اللہ صلعم یدہ علی سلمان الفارسی ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھؤلاء وفی مسلم لو کان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی تناولہ رواہ مسلم - حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے - کہا انہوں نے کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے نزدیک نبی صلعم کے پس نازل کیگئی آنحضرت صلعم پر سورہ جمعہ آنتہ تک اور یہ رسول تعلیم کریگا دوسرے لوگوں کو جو اونہیں میں سے ہیں اور ابھی تک نہیں ملے وہ اُنسے کہا ابو ہریرہ نے عرض کیا مینے یا رسول اللہ یہ دوسرے لوگ کون ہیں تب آپنے جواب نہ دیا یہاں تک کہ تین مرتبہ پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی بھی تھے پس رکھا ہاتھ آنحضرت صلعم نے حضرت سلمان فارسی پر پھر فرمایا اگر ہو جاوے ایمان ثریا کے نزدیک بھی البتہ پالینونگے اوسکو آدمی ان لوگوں میں سے اور مسلم میں ہے اگر ہو جاوے گا دین ثریا پر البتہ لے لیویگا اوسکو ایک آدمی فارس میں سے یا فرمایا ابناء فارس سے یہان تک کہ قبضہ میں کر لیویگا اوسکو روائت کیا اسکو مسلم نے - بعض علما اور شراح حدیث نے مصداق اس حدیث کا بعض محدثین کو لکھا ہے اور بعض فقہا نے حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کو مصداق اس حدیث کا قرار دیا ہے - لیکن آئمہ حدیث اور حضرت امام اعظم مصداق اس حدیث کے ھرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ زمانہ تابعین یا تبع تابعین میں علم دین بسیط الارض سے منعدم نہیں ہو گیا تھا - جو جملہ لو کان الدین او العلم او الایمان عند الثریا سے مفہوم ہوتا ہے - اور نہ کسی نے اون میں سے دعوائے مصداق ہونے اس حدیث کا اپنے لئے کیا ہے - پھر یہ

آئمہ محدثیں یا امام اعظم صاحب اس حدیث کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں البتہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اوسکو کہہ سکتے ہیں کہ علم دین و ایمان زمین سے منعدم ہو کر ثریا پر جو اعلے ترین مقامات ہی چلا گیا اور معہذا اس مجدد صادق کو الہام بھی بڑے زور وشور سے ہوا ہے۔ کہ مصداق اس حدیث کا وہی ہے۔ پھر علاوہ یہ کہ بطن آیت واخرین منہم لما یلحقوا بھم کا بھی اوسکے بلوغ روحانی کے سنہ کو تبلا رہا ہے اور دیگر آیات الٰہیہ بھی اوسکی تصدیق کر رہی ہیں فتعین انہ ھو المصداق لھذا الحدیث ظہرا و بطنا و اذا جاء نھر اللّٰہ بطل نھر معقل[۱]

# حدیث دہم

حدیث نواس بن سمعان میں ہے۔ ان رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی دمشق رواہ ابن عساکر وفیہ فیقول النصاری ھذا الدجال الذی انذرنا وفیہ ایضا ومن مس ابن مریم کان من ارفع الناس قدرا و یعظم مسہ رواہ ابن عساکر کذا فی المنتخب کنز العمال یہ تحقیق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دیکھا میں نے ابن مریم کو نکلتے ہوئے ایک جگہہ نورانی اور سفید کے نیچے سے جو دمشق کے شرق کیجانب ہے۔ روایت کیا ان الفاظ کو ابن عساکر نے اور اسمیں ہے پس کہینگے نصاری یہ دجال ہے جس سے ہم نے ڈرایا ہے اور اُسی میں ہے جسنے چھوا ابن مریم کو ہو گا وہ بلند ترین آدمیوں سے از روے قدر کے اور اُسکا چھونا عظیم ہو گا روایت کیا اسکو ابن عساکر نے۔ **ف** اس حدیث میں منجملہ اوسکی دیگر صفات کے اوسکی خروج اور نزول کا ٹھیک پتا اور نشان یہ دیا کہ محل خروج اوسکا دمشق سے ٹھیک جانب شرق کو ہو گا چنانچہ موضع قادیاں تخمینا بتیسویں[۳۲] درجہ

[۱] معقل بن یسار ایک صحابی تھے جنکی ایک نہر تھی شہر بصرہ میں ۱۲

پر جانب شرق کو دمشق سے واقع ہے اور شہر دمشق تقریباً درجہ ۳۳ پر غرب کو واقع ہوا ہے اور منارہ صیغہ ظرف کا ہے جسکے معنے محل نور کے ہیں دیکھو براہین کے الہام کو جسکا الہام ہے تو پندرہ یا سولہ برس ہو چکے (بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارہ بلند محکم تر افتاد) اور روایت مسلم ہیں جو عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق ہے یعنی نزدیک ایک جگہہ نورانی کے جو دمشق کے شرقی جانب میں ہے۔ حدیث ابن عساکر اوسکی مفسر ہے اور تخصیص دمشق کی وجہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم دمشق کیطرف ایک توجہ خاص رکھتے تھے چنانچہ ملاحظہ احادیث سے ظاہر ہے۔ کسی حدیث میں آپنے اوسکو خیر منازل المسلمین بہترین منزلوں مسلمانوں کا۔ فرمایا ہے اور کسی حدیث میں اُس کو خیر مدائن الشام بہترین شہروں شام کا۔ فرمایا ہے اور کسی مقام پر اوسکو مقیل المسلمین من الملاحم ارام گاہ مسلمانوں کا لڑائیوں سے فرمایا ہے اور کہیں پر اکبر مدائن الشام بہت بڑا شہر شام کے شہروں میں سے۔ فرمایا ہے لہذا یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ شائد دمشق ہی نزول گاہ عیسے بن مریم ہو گا لہذا واسطے دفع کرنے اس شبہ کے ارشاد ہوا کہ محل نزول عیسے بن مریم موعود خاص دمشق نہیں ہے بلکہ دمشق کے شرقی جانب میں محل نزول مسیح موعود ہو گا۔ جواب قادیان متعین ہوا۔

## حدیث یازدہم

عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسے ابن مریم اخرجہ النسائی فی باب غزوۃ الھند رواہ ایضاً احمد والضیاء عن ثوبان حضرت ثوبان رضؓ سے روایت ہے کہا اونہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہ ہیں میری امت میں سے کہ اون دونوں کو بچالیا

ہے اللہ تعالے نے اگ سے ایک گروہ ہے جو ہند میں جہاد کریگا اور بمقابل اوس کے دوسرا گروہ ہندی وہ ہے جو عیسے بن مریم موعود کے ساتھ ہوگا روایت کیا اسکو نسائی نے باب غزوۃ الہند میں اور نیز روایت کیا اوس کو احمد نے اور ضیا نے ثوبان سے۔

ف اس حدیث سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ عیسی موعود ہند میں ہی ہونگے کیونکہ امام نسائی نے باب غزوۃ الہند میں دونوں گروہونکو ذکر کیا اور خود رسول کریم نے گروہ وجماعت عیسے موعود کو قسیم گردانا جماعت اولی غازیان ہند کا اور مقسم ان دونوں گروہوں کا وہی باب غزوۃ الہند ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک قسیم اپنی مقسم میں داخل ہوتا ہے فرق ہے تو اسقدر ہے کہ اول گروہ وہ ہے جو غزوہ کریگا اور دوسرا گروہ غزوہ ہرگز نہ کریگا جو مسیح بن مریم کا گروہ ہے اور ہرگاہ موید اس استدلال کی دوسری حدیثیں بھی موجود میں توپھر اس گروہ عیسے موعود کو خارج از ہند قرار دینا کیا ضرور ہے اور چونکہ حضرت ادم علی نبینا وعلیہ السلام بھی سرزمین ہند میں پیدا ہوئے اور حضرت عیسی کو حضرت آدم سے ایک قسم کی مناسبت بھی ہے کما قال تعالی ان مثل عیسے عند اللہ کمثل ادم بتحقیق مثل عیسے کی نزدیک اللہ تعالے کے مانند مثل ادم کے ہے۔ پس حضرت عیسے موعود کو بھی ملک ہند سے ایک قسم کی مناسبت عقلی بھی پیدا ہوگئی اور یہی وجہ ہے کہ حضرت ادریس کو یہ الہام بھی ہوا ہے۔ انی اردت ان استخلف فخلقت ادم اور کما قال ولنعم ما قیل۔

ع کانت لادم ارض الهند منهبطا وفیه نور رسول اللہ مشغول * من ههنا مستبین ان مهدینا من هند من سیوف اللہ مسلول

تحقیق مینے ارادہ کیا ہے کہ خلیفہ کردں پس پیدا کیا مینے ادم کو یا جیسا کہ فرمایا اور کیا اچھا کہا گیا ہے۔ زمین ہند کی ادم کیلئے جگہہ اترنے کی ہے اور اسمیں نور رسول اللہ صلعم کا روشن کیا گیا۔ اسجگہہ سے ظاہر ہے کہ تحقیق مہدی ہمارے ہندوستان سے ہیں اور تبلیغ حق میں اور برہان کی رو سے اللہ تعالے کی اون تلواروں سے

ہیں جو برہنہ ہیں *

## حدیث دوازدہم

الا انہ فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما ھو و اوما بیدہ الی المشرق رواہ مسلم۔ فی حاشیہ المشکوٰۃ ای بل الذی علم کونہ قبل المشرق وھذا معنی لنفی الاولیین و اثبات الثالث لمعات ایضا فیہما و قولہ ما ھو قیل ما زائدۃ و لیست بنافیۃ ای یدخل من قبل المشرق ھو الی اخر الحاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۶۔ آگاہ ہو جاؤ تحقیق وہ دجال کیا بحر شام میں ہے یا بحر یمن میں ہی نہیں بلکہ وہ مشرق کیطرف سے ہے اور اشارہ کیا آنحضرت صلعم نے مشرق کیطرف روائیت کیا اسکو مسلم نے حاشیہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے اے بلکہ وہ امر کہ معلوم ہوا ہے ہونا اس دجال کا مشرق کیطرف ہے اور یہی معنے ہیں دو اوّل شقوں کے نفی کرنے اور شق سوم کے ثابت کرنیکی۔ لمعات سے لکھا گیا ہے یہی اور اس میں لکھا ہے کہ ما حدیث میں زائدہ ہے نافیہ نہیں ہے یعنے وہ مشرق کیطرف سے داخل ہوگا۔ آخر حاشیہ تک۔ اس حدیث سے دجال کا مشرق میں ہونا ثابت ہوا جیسا کہ مسیح کا مشرق میں ہونا سابق واضح ہو چکا وھو المطلوب اور یہی تو مطلوب ہے

## حدیث سیزدہم

وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسے بن مریم الی الارض فیتزوج و یولد لہ و یمکث خمسا و اربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسے ابن مریم فی قبر واحد

بین ابی بکر و عمر رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء۔ اور روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوتریںگے عیسےٰ بن مریم ایک خاص زمین کیطرف پس وہ نکاح بھی کرینگے اور آپکے لڑکے بھی پیدا ہونگے اور ٹھیرینگے پنتالیس برس تک پھر وفات پاوینگے پس دفن کیے جاوینگے میری قبر میں پس کھڑا ہونگا میں اور عیسےٰ بن مریم ایک قبر میں سے جو درمیان ابوبکر و عمر کے ہے روایت کیا اسکو ابن جوزی نے کتاب الوفا میں۔ **ف**۔ اس حدیث میں جو تزویج و تولد ولدان مذکور ہے اگر رسمی طور پر اسکو مانا جاوے تو اُسکے ذکر سے کوئی نتیجہ معتدبہا حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ بطور خرق عادت اور نشان آلہی کے نہ مانا جاوے چنانچہ اس مسیح موعود کی نسبت یہ تزویج اور تولد ولد بطور نشان آلھی کے مشتہر ہو چکا ہے اور حضرت عیسےٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مطہر میں دفن ہونے سے مراد معیت برزخی ہے نہ یہ کہ باوجود موجود ہونے جسد مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد حضرت عیسےٰ کا بھی اوسی قبر رسول مقبول میں یعنے اوس کو کھود کر دفن کیا جاوے ونعوذ باللہ منہ اور ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہیں ایسی باتوںسے

## حدیث چہاردہم

وعن عبد اللہ بن الحارث بن الجزء الزبیدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الناس من المشرق فیوطئون المھدی سلطانہ اخرجہ ابن ماجہ فی فصل خروج المھدی۔ اور حضرت عبداللہ ابن حارث کہ وہ بیٹے جزو زبیدی کے ہیں روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیں گے کچھ آدمی مشرق سے پس جگہہ دیوینگے وہ مہدی کو جو سلطان مشرق ہے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے۔ بیچ فصل نکلنے مہدی موعود کے

**ف** - اس حدیث میں مہدی موعود کو سلطان مشرق کہا گیا اور دیکھو الہامات مندرجہ براہین میں بھی لقب **سلطان احمد مختار** کا مندرج ہے اور یہ جو فرمایا گیا کہ کچھ لوگ مشرقی اوسکی امداد کرینگے اوسکا مصداق بھی جماعت مدراس مثلاً محب مکرم حضرت سیٹھ **عبدالرحمن** صاحب و **محمد صالح** صاحب و مولوی **سلطان محمود** صاحب وغیرہم ہیں اللھم بارک فی اموالھم وفی تجاراتھم واولادھم امین۔ یا اللہ برکت دے تو اونکے مالوں میں اور اُنکی تجارات میں اور اُنکی اولاد میں یا اللہ تو ایسا ہی کیجیو۔

## حدیث پانزدہم

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدہ باشد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ ویصدقہ اللہ تعالی ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ وثلثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مختومۃ فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلادھم وخلالھم۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلے گا مہدی ایک گاؤں سے جسکو کدعہ کہا جاوے گا اور اللہ تعالے اسکو سچا کریگا اور جمع کریگا اوسکے اصحاب کو بڑے دور شہروں سے اوپر شمار اہل بدر کے جو تین سو تیرہ آدمی ہونگے اوسکے پاس ایک صحیفہ ہوگا چھپا ہوا جس میں اوسکے اصحاب مخلصین کا شمار ہوگا معہ اونکے ناموں کے اور معہ اونکے شہروں کے اور معہ اُون کی عادتوں کے **ف** اس حدیث کو حضرت اقدس نے **ضمیمہ انجام آتھم**

میں تحریر فرمایا ہے۔ یہ حدیث دیگر کتب اشراط الساعۃ میں درفصل مولد مہدی موعود بھی مذکور ہے چنانچہ حجج الکرامہ میں بصفحہ ۳۵۸ لکھا ہے۔ و در ارشاد المسلمین گفتہ مولد وے درد ہے باشد کہ آنرا کرعہ گویند امام مستغفری در دلائل النبوۃ باسناد خود مثل آن از ابن عمر آوردہ و ابوبکر مقری گفتہ برائید از قریہ کہ آنرا کرعہ خوانند انتہی گوئیم برآمدن دیگر است و تولد دیگر و تورپشتی در عقائد گفتہ کہ دہے در یمن باین نام نشان نمیدہند مگر آنکہ در زبان قدیم بودہ باشد واکنون نامش متغیر شدہ و در آخر زمان باز بہمان نام مشہور گردد انتہی کتاب ارشاد المسلمین وغیرہ میں جو بجائے کدعہ کے کرعہ لکھا گیا ہے وہ ایک قسم کی تصحیف ہے اور جبکہ بموجب قول تورپشتی کے یمن میں کوئی قریہ بنام کرعہ موجود نہیں ہے اور کدعہ جو قادیاں کو تبلارہا ہے جیساکہ اکثر عوام اُسکو کدہ ہی کہتے ہیں۔ پنجاب میں موجود ہے جسکی سمت احادیث سے شرقی دمشق کی ثابت ہو چکی ہے اور اس قریہ میں ایک مدعی بھی جسکا دعوے صدہا ادلہ سے ثابت ہو چکا ہے اپنی زمانہ موعود میں پایا گیا تو اب قادیاں کے محل نزول مسیح ہونے میں کیا کلام رہا کیونکہ تمام اسماء بلاد و قریات میں اس قسم کی تصحیف پائی جاتی ہے جو اہل تواریخ قدیمہ وجدیدہ پر مخفی نہیں ہے۔ کتب بیبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد اور مہاجر وغیرہ کے اسماء میں بھی اس قسم کی تصحیف موجود ہے۔ چنانچہ طیبہ کو تیما لکھا ہے۔ علی ہذالقیاس جیلانکو گیل لکھا ہے اور جسنے امریکا اپنے نام سے بسائی اوسکا نام الیگا ہے اور تبت کی اصل توبل اور تارہ کا تاتار بن گیا اور ایلام کا ایران ہو گیا۔ غرضکہ ہزارہا ناموں میں اس قسم کی تصحیف موجود ہے۔ مگر یہ مثلا نہیں کہہ سکتے کہ ایران وہ شہر نہیں ہے جو اصل میں ایلام تھا بلکہ ایلام کوئی اور شہر ہوگا۔ کیونکہ جب تواریخ سے ثابت ہو گیا کہ ایران وہ شہر ہے جسکو ایلام نے بسایا ہے تغیر لہجہ سے ایلام کا ایران ہو گیا۔ غرضکہ پشین

گوئی کے ثبوت مصداق میں اہم المقاصد پر نظر کیجاتی ہے نہ ایسے اسما کی تصحیف پر واللہ اعلم بالصواب۔

## حدیث شانزدہم

عن انس بن مالک قال لیس من بلد الا سیطاہ الدجال الا مکۃ والمدینۃ لیس من نقابہا نقب الا علیہا الملائکۃ صافین یحرسونہا الحدیث رواہ البخاری صفحہ ۲۵۳ حضرت انس بیٹے مالک سے روائت ہے کہا اونہوں نے نہیں ہے کوئی شہر مگر کہ بیرونکے نیچے لادیگا اوسکو دجال سوا مکہ اور مدینہ کے مدینے کے دروازوں میں کوئی ایسا دروازہ نہ ہوگا مگر اوسپر فرشتے صف باندہے ہوئے حفاظت کرتے ہونگے اخیر حدیث تک روائت کیا اوسکو بخاری نے **ف** ظاہر ہے کہ دجالین نصارای جنکی دجالیت موعودہ ثابت ہوچکی ہے تمام بلاد دنیا میں پونچ گئے مگر حرمین شریفین میں اب تک اونکا کچھ دخل نہیں ہے **اقتراب الساعۃ** میں لکھا ہے زمین دجال کیلئے ایسی لپٹ جاویگی جیسے بکریکا چمڑا تہ کر دیتے ہیں یہ چالیس دن کے اندر ساری زمین پھر یگا کوئی شہر نہ بچیگا جہاں نہ جاویگا اوسکو پامال نہ کریگا مگر حرمین شریفین۔ یہ ایسی جلدی چلے گا جیسے ہوا سے بادل بھاگتا ہے انتہی وکذا فی حجج الکرامۃ یہ مضمون کتب احادیث اشراط الساعۃ میں مندرج ہے پس جبکہ یہ پشین گوئی متعلق دجال واقع ہوچکی ہے اور ہمکو مشاہد ہورہی ہے پھر مسیح موعود کے موجود ہونے میں اب کیا شک رہا خصوصا جبکہ ایات الہد سے اوسکا مسیح موعود ہونا ثابت ہوگیا

## حدیث ہفتدہم

عن کعب قال یطلع من المشرق قبل خروج المہدی نجم لہ ذنب

یعنی اخرجہ نعیم - ف اس حدیث کے ذیل میں صاحب اقتراب الساعۃ لکھتے ہیں
کہ صاحب اشاعتہ نے کہا یہ تارا ۱۲۸۵ھ میں بماہ جمادی الآخرہ نکلا تھا دو مہینے تک ٹھہر کر
غائب ہو گیا۔ انتہی اسکے بعد بھی کئی بار نکلا ہے حجج الکرامتہ میں سالہائے طلوع اس نجم کو
ضبط کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دُمدار تارا ابھی ۱۸۹۶ء میں نکل چکا چنانچہ اخبارات ذیل
میں اُسکا ذکر بہ تفصیل مذکور ہے۔ الحامی جلد سوم نمبر ۵ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۶ء روز یکشنبہ
مدراس مطابق ۷ رجب ۱۳۱۴ ہجری دیکھو +

آزاد جلد ۲۰- ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء روز جمعہ نمبر ۴۹ لکھنو میں چھاوُنی مطبع اردو پریس صفحہ ۹ کالم
تیسرا سطر ۱۷ مطالعہ کرو +

الحامی نمبر ۲۴ جلد سوم یکم نومبر ۱۸۹۶ء مدراس ۲۴ جمادی الاولی ۱۳۱۴ ہجری
صفحہ ۴ کالم تین سطر ۲۵ کو ملاحظہ کرو وغیرہا من الاخبارات یہ سب اخبار ہمارے پاس
موجود ہیں جو چاہے دیکھ سکتا ہے

## حدیث ہژدہم

وعن علی رض قال اذا نادی منادی من السماء ان الحق فی آل محمد
فعند ذالک یظہر المہدی علی افواہ الناس ویشربون حبہ ولا
یکون لھم ذکر غیرہ رواہ نعیم - اور حضرت علی سے روایت ہے کہا اُنہوں نے
جبکہ ندا کریگا ایک منادی آسمان سے کہ تحقیق حق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لوگوں میں ہے پس اسکے
نزدیک مہدی ظاہر ہوگا۔ لوگونکے افواہ میں اور اسکی محبت لوگونکے دلوں میں پلائی جاویگی
اور اُسکے ذکر کے سوا اور کوئی ذکر اُونکے لئے نہ ہوگا +

## حدیث نوزدہم

عن سعید بن المسیب قال یکون فتنۃ کان اولہا لعب الصبیان فلا تتناہی حتی ینادی مناد من السماء الا ان الامیر فلان ذلکم الامیر حقا ثلث مرات رواہ نعیم۔ حضرت سعید بیٹے مسیب سے روائیت ہے کہا اُنھوں نے ایک فتنہ برپا ہوگا گویا کہ اول اوس فتنہ کا لڑکوں کا کھیل ہوگا پس وہ انتہا کو نہ پہنچے گا یہاں تک کہ ندا کریگا ایک منادی آسمان سے اگاہ ہو جاو کہ تحقیق امام فلانا ہے وہ امام سچا ہے تین مرتبہ یہ آواز ہوگی روائیت کیا اوسکو نعیم نے ۔

# حدیث بستم

عن ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال ینادی مناد من السماء ان الحق فی ال محمد و ینادی مناد من الارض الا ان الحق فی ال عیسی او قال العباس فشک فیہ وانما الاسفل کلمۃ الشیطان والصوت الاعلی کلمۃ اللہ العلیا رواہ نعیم۔ حضرت امام ابو جعفر باقر سے روائیت ہے کہا اُنھوں نے ندا کریگا ایک منادی اسمان سے۔ کہ تحقیق حق آل محمد میں ہے اور ندا کریگا ایک منادی زمین کا کہ اگاہ ہو جاؤ کہ حق عیسائیوں میں ہے۔ یا فرمایا آل عباس میں نیں راوی نے اسمیں شک کیا ہے اور سوا اسکے نہیں کہ زمینی کلمہ شیطان کیطرف سے ہے۔ اور آسمانی آواز اللہ کا کلمہ برتر ہے روائیت کیا اُسکو نعیم نے۔ **الحج الکرامہ** میں ان روایات کا ترجمہ اس طرح کیا ہے وعلی ابن ابیطالب گفتہ وقتیکہ ندا کند منادی از آسمان کہ حق در آل محمد است صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شود نزد ایں حال مہدی در افواہ مردم و نوشانیدہ شوند مردم محبت او نباشد ایشانرا ذکرے جز یا دا و اخرجہ ابو نعیم روائیت کیا اسکو ابو نعیم نے۔ وسعید بن مسیب گفتہ کہ پیدا شود فتنہ کہ گویا اول وے لعب کودکاں است چوں ساکن شود در طرفے بجوشد از طرف دیگر

تا آنکه آواز دہد منادی از آسمان کہ امیر شما فلان است و این است امیر حق و این ندا سہ بار کند اخرجہ نعیم بن حماد و ندا کند منادی از بام آسمان آگاہ باشید کہ حق در آل محمد است صلی اللہ علیہ وسلم و ندا کند منادی از زمین کہ حق در آل عیسے است یا در آل عباس و اول ندا فرشتہ باشد و ثانی ندا شیطان اخرجہ ابو نعیم عن ابی جعفر۔ کنز العمال میں حدیث ہشتم کی تخریج میں لکھا ہے اخرجہ (نعیم و ابن المنادی فی الملاحم) الحاصل یہ حدیث طرق متعددہ سے کتب حدیث میں مروی ہوئی ہے۔ جسکا مصداق جنگ مقدس کے بعد قصہ آتھم میں واقع ہو چکا دیکھو رسائل انجام آتھم وغیرہ

## حدیث بست و یکم

عن ابی هريرة خروج الآيات بعضها على اثر بعض يتتابعن كما يتتابع الخرز في النظام رواه الطبراني في الاوسط كذا في منتخب كنز العمال یعنے حضرت ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہ جب نشانیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخر زمانہ میں واسطے تصدیق مسیح موعود کے شروع ہونگی تو ایسی پے در پے واقع ہونگی جیسا کہ کسی لڑی میں سے مہرے پے در پے گرتے ہیں چنانچہ پیشین گوئی آتھم کے وقت سے یہ آیات الٰہیہ پے در پے واقع ہو رہی ہیں کیا کسی کاذب کے لئے بھی اس قدر نشانیاں واقع ہو سکتی ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار پس ذرا سوچو تو اے بصیرت والو +

## حدیث بست و دوم

عن ابی هريرة ويهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك

المسیح الدجال ثم یمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون رواہ ابوداؤد۔ حضرت ابوہریرۃ سے روائیت ہے۔ اور ہلاک کریگا اللہ تعالیٰ اوسکے زمانہ میں تمام ملتونکو سوا اسلام کے اور ہلاک کریگا مسیح دجال کو پھر ٹھہریگا مسیح بن مریم زمین میں چالیس برس تک پھر وفات پاویگا اور نماز جنازہ پڑہینگے اوسپر مسلمان روائیت کیا اوسکو ابوداؤد نے **ف** اس حدیث کو تفسیر آیت **لیظہرہ علی الدین کلہ** میں اکثر مفسرین لکھتے ہیں اور قول راجح مفسرین کا اسبارہ میں یہ ہے کہ اہلاک کل ادیان باطلہ کا و اظہار و اعلار کلمہ اسلام کا مسیح موعود کے وقت میں حجت و برہان سے ہوگا نہ بسیف وسنان کیونکہ یہ امر یعنے اعدام کل ادیان باطلہ کا کسی زمانہ سابقہ میں بھی ہرگز نہیں ہوا اور عقلاً بھی ممتنع ہے۔ کیونکہ جملہ ادیان باطلہ والے لبسیط الارض سے کیونکر معدوم ہو سکتے ہیں ہاں یہ امر ممکن ہے کہ حجت اور برہان کے رو سے تمام ادیان باطلہ ہلاک ہوجاویں قال اللہ تعالیٰ **لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ** تاکہ ہلاک ہووے وہ شخص کہ ہلاک ہوا دلیل وحجت سے اور زندہ ہووے وہ شخص کہ زندہ ہوا حجت سے۔ یہ اہلاک ادیان باطلہ اور اظہار و اعلاء کلمہ اسلام اس مسیح موعود کے وقت میں شروع ہوچلا دیکھو **جلسہ اعظم** مذاہب لاہور اور دیگر اشتہارات **تائید سماوی** مسیح موعود کو **والحمد للہ علی ذالک**

## حدیث بست وسوم

عن انس فی حدیث طویل لا المھدی الا عیسی بن مریم رواہ ابن ماجہ والحاکم **ف**۔ اس حدیث کی شرح میں حافظ الحدیث عماد الدین ابن کثیر نے کتاب **بدائۃ و نہائۃ** میں فرمایا ہے۔ کہ یہ حدیث بنام محمد بن خالد

جندی موذن کی مشہور ہے جو حضرت امام شافعی علیہ الرحمتہ کے استاد اور شیخ تھے اور اُن سے سوا را امام شافعی کے اور بھی کئی آئمہ حدیث نے روایت کی ہے یعنے وُہ اور کئی اماموںکے استاد ہیں بلکہ یحیٰی ابن معین سے جو مجدد قرن ثانی کے شمار کئے گئے ہیں روایت کیا گیا ہے۔ کہ اُنہوں نے انکو معتمد اور موثق سمجھا ہے ہاں بعض راویوں نے اس حدیث کو ادن سے یوں روایت کیا ہے کہ انہوں نے روایت کیا اس حدیث کو امان بیٹے ابی عیاش سے اور انہوں نے روایت کیا حسن سے بطور ارسال کے اور حافظ الحدیث جمال الدین مزی نے بعض سے نقل کیا ہے کہ اُس نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا کہ وُہ کہتے ہیں کہ یونس راوی نے مجھپر جھوٹ بولا ہے یہ حدیث میری نہیں ہے حضرت ابن کثیر اس خواب کی نسبت فرماتے ہیں کہ یُونس بیٹے عبدالاعلی صدفی کے ثقات اور معتمدین سے شمار کئے جاتے ہیں۔ صرف کسی کی ایک خواب سے مطعون نہیں ہو سکتی اور معنے صحیح اس حدیث کے یہ ہیں کہ ایسا مہدی کامل جسکو پورا حق مہدئیت حاصل ہو وہ سوائے عیسےٰ بن مریم موعُود کے اور کوئی نہیں ہے پورا ہوا حاشیہ ابن ماجہ کا نتیجہ لو ! اب تو نزاع ختم ہو گیا۔ مقتدا ر اہل حدیث امام حافظ ابن کثیر نے حکم آخر یہ دے دیا ہے کہ عیسےٰ موعود میں دونوں شانیں جمع ہیں مہدویت بھی اور عیسویت بھی اور کامل مہدی مسیح موعود ہی ہیں۔ آئمہ حدیث نے بھی اس مقدمہ میں ہمکو ڈگری دی اور ہائی کورٹ آسمان سے بھی ہماری ڈگری ہوتی چلی جاتی ہے والحمد للہ علی ذالک ولنعم ما قیل۔ ؎ مہدی وقت و عیسےٰ دوران۔ ہر دو را شہسوار مے بینم +

## حدیث بست و چہارم

**اقتراب الساعہ** میں لکھا ہے علامت نویں مہدی موعُود کی نکلنا قرن ذی السنین کا ہے محمد بن علی باقر نے کہا اذا بلغ العباس خراسان طلع بالمشرق القرن

ذوالسنین وکان اول ما طلع بھلاک قوم نوح اغرقھم اللہ وطلع فی زمن ابراھیم حین القی فی النار وحین اھلک اللہ تعالی قوم فرعون ومن معہم وحین قتل یحیی بن ذکریا فاذا رائیتم ذالک فاستعیذوا باللہ من شر الفتن ویکون طلوعہ بعد انکساف الشمس والقمر ثم لا یلبثون حتی یطلع الابقع بمصر رواہ نعیم بن حماد۔ جبکہ نکلے بنی عباس خراسان میں نکلے گا مشرق میں ستارہ دندانہ دار اور اول جو وہ نکلا تھا تو ہلاک قوم نوح کیوقت میں نکلا تھا جنکو اللہ تعالے نے غرق کیا اور پھر نکلا تھا جسوقت میں کہ حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تھے اور جسوقت کہ قوم فرعون کو اور اسکے ساتھ والونکو اللہ تعالے نے ہلاک کیا تھا اور جسوقت حضرت یحیی بیٹے ذکریا کے قتل کئے گئے (اور وہی زمانہ حضرت عیسےٰ کا تھا) پس جبکہ دیکھو تم اوس ستارہ کو نکلا ہوا تو پناہ چاہو تم ساتھ اللہ تعالے کے فتنونکے شر سے اور ہوتا ہے طلوع اوسکا بعد سورج گرہن اور چاند گرہن کے پھر نہ ٹھہر ینگے وہ یہان تک کہ ظاہر ہوگا ایک شخص ابقع مصر میں شائد بعد پونہچنے بنی عباس کے خراسان میں یہ ابقع خارج ہوا ہو۔ یا زمانہ آخر مہدی میں کوئی شخص خروج کرے واللہ اعلم بالصواب **ف** طلوع قرن ذوالسنین یعنے شاخ دو دندانہ کو کتب آثار مختصر باین بھی علامات مہدی موعود سے قرار دیا ہے حجج الکرامہ میں لکھا ہے در روایت نعیم بن کعب آمدہ کہ طلوع میکند ستارہ از مشرق قبل خروج مہدی وے باشد او را دنبالہ روشن انتہی ایضاً مجدد الف ثانی در مکتوب شصت وہفتم از مجلد ثانی بخواجہ شرف الدین حسین نوشتہ اندکہ در خبر آمدہ است در علامات حضرت مہدی کہ در جانب مشرق ستارہ طلوع کند کہ آنرا ذنب باشد الی قولہ این طلوع وراے آن طلوع است کہ دروقت قدوم حضرت مہدی حادث خواہد شد زیراکہ قدوم او علیہ الرضوان بر سر ماۃ خواہد بود انتہی موائع الحاجۃ واضح ہو کہ یہ ستارہ ذوذنب مختلف صور کے ساتھ دکھائی دیا

کرتا ہے کبھی تو صرف ایک دُنبالہ دراز کبصورت بر او سکوفہ و ذنب کہتے ہیں اور کبھی بصورت دو دنبالہ دراز کے دکھائی دیتا ہے۔ اُسکو قرن ذوالسنین کہتے ہیں کیونکہ لفظ سن بہ تشدید نون بمعنے دانت کے ہے چونکہ اوسکی صورت بہ تشکل دو دنداں کے ہو جاتی ہے۔ لہذا اسکو ذوالسنین کہتے ہیں اور زیادہ تراسنے بھی دیکھا جاتاہے۔ اُسکو ذوالاذناب کہتے ہیں اور علم نجوم وہیئت میں بعض ایسے ستارونکے نام بوجہ تشکلات مختلفہ مرئی ہوتے ہیں ذوالنرنخ وذوالحجبہ وغیرہ بھی کہتے ہیں حجج الکرامہ میں ترجمہ حدیث بالا کا فصل علامات مہدی میں حسب ذیل لکھا ہے وازانجملہ است طلوع قرن ذوالسنین امام محمد باقر بن علی بن حسین گفتہ چون برسد عباسے در خراسان طلوع کند قرن ذی السنین در مشرق واول کہ طلوع کردہ بود برائے ہلاک قوم نوح کردہ بود وقتے کہ غرق شدند ہمگناں در طوفان وہم طالع شدہ بود در زمانہ ابراہیم چوں اورا در آتش انداختند و زمانہ کہ کشتہ شد یحییٰ بن زکریا علیہ السلام وچون ایں آیت بہ بینید پناہ جوئید بخدا از شر در فتن وطلوع او بعد خسوف شمس وقمر شود باز در رنگ نکنند مردم تا انکہ ظاہر شود ابقع نام مردے در مصر اخرجہ نعیم بن حماد۔ یہ ستارہ دُنبالہ دار یعنے قرن ذوالسنین حسب پیشین گوئی مخبر صادق صلعم کے طلوع ہو چکا اور مشرق ہی میں طلوع ہوا تمام اخبارات انگریزی واردو میں اسکا غل وشور مچا تھا بنا بر اختصار کی عبارت صرف ایک اخبار کی جو متعلق اس ستارہ کے ہے نقل کیجاتی ہے وھو ھذا۔ اخبار جریدہ روزگار مطبوعہ مطبع حیدری واقع رائے پیٹھ مدراس جلد ۸ صفحہ ۵ شمارہ ۳۹ - ۱۶ ذیقعد سنہ ۱۲۹۹ ہجری مطابق ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء زخال گوشہ ابرو ئے یارمے ترسم ٭ ازیں ستارہ دُنبالہ دار مے ترسم ٭ شہر مدراس بلیواساس میں قبل طلوع افتاب یک ستارہ دنبالہ دار جسکی دم مانند موچھل کی ہے نمودار ہوا ہے۔ جسکو عام لوگ نہایت منحوس سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس ستارہ کے طلوع سے خونریزی قحط وبا طاعون سیلاب

وغیرہ وغیرہ کا اندیشہ ہے غضب تو یہ ہے کہ پڑھے لکھے جو اپنے کو صاحب ادراک
تصور کرتے ہیں وُہ بھی جاہلانہ اس سے ڈرتے ہیں ہماری پاک شریعت سے اُسکی
نحوست کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور جو اس ستارہ کو منحوس بتلاتے ہیں اُونکا دل کسی
طرح ثابت نہیں ہوتا اگر اور اشخاص کہیں کہ وُہ مبارک ہے تو اُون کا مقولہ بھی
پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا پس دونوں فرقے سچے یا جھوٹے ہیں اسلئے اُون لوگوں کا
بیان جو ستارہ دنبالہ دار کے نمود ہونے پر اسطرح کی اثراندازی سمجھتے ہیں محض غلط وبے
بنیاد ہے۔ انتہی اس اخبار میں متعدد جگہہ پر اس ستارہ کا طلوع بیان کیا ہے
چنانچہ دوسری جگہہ لکھتا ہے۔ **اسکل یاف** اور مسٹر ناسرت۔ جو فرانس
کے رصد خانہ کے علماء سے ہیں وُہ لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۳ء کے وسط میں ستارہ
دُنبالہ دار طلوع ہو گا۔ اڈمرل موچیں ویترکرا ایزروئیٹی پارس نے متعدد رصد
خانوں اور نجومیوں کو ایک نوٹس دیا تھا کہ تُم سب کو ضرور ہے کہ اگست ۱۸۸۲ء
آخر اکتوبر تک آسمان پر ڈھونڈیں اور کس صورت وہیئت کے تارے طلوع
ہوئے ہیں دیکھیں اور فوراً اطلاع دیں پس بموجب اس نوٹس کے مسٹر پاکس مدراس کے
رصد خانہ کے میر نے اڈمرل موچیں کو اطلاع دی کہ چار بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک
مدراس کے مشرق کی جانب ستارہ دنبالہ دار صاف نظر آتا ہے۔ اگرچہ کہ چند
روز بسبب افق پر ابر ہونے کے صاف نظر نہ آیا اب بالکل صاف نمایاں ہوتا
ہے رصدی دُوربین کے ذریعہ سے اوس کے ستر سال کے قبل طلوع ہوا تھا اور
بعینہٖ ایسا ہی تھا۔ ہمارے دفتر میں اس تارے کے باب میں متعدد اضلاع
سے جو خطوط آئے اور سب کے سب نے پانچ بجے طلوع لکھا ہے اور جانب جنوب
اُس کی دم کا رخ ہونا صاف ثابت ہوتا ہے **اقول** واضح ہو
کہ جو کچھ صاحب جریدہ نے بابت نحوست اور سعادت کے اس ستارہ کی نسبت

لکھا ہے وہ سب درست ہے ہاں البتہ بحکم آیۃ وبالنجم ھم یھتدون کے ہدایت جسمانی و روحانی ان ستارونکے طلوع سے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حدیث مذکور میں بھی اس کی صراحت کی گئی۔ عاجز کے دوست میاں غلام دستگیر صاحب مدراسی مجھ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ستارہ مذکور ۱۲۹۹ ہجری میں بہت روز دیکھا گیا۔ یہ ستارہ مشرق سے جنوب۔ جنوب سے مغرب۔ مغرب سے شمال کی طرف متوجہ ہوا۔ اور سویت زرلیانڈ تک سیر کرتا ہوا چلا گیا انتہی۔ انجیل متی سے بھی یہی ثابت ہے۔ کہ یہ ستارہ وقت ولادت حضرت عیسے علیہ السلام کے طالع ہوا تھا۔ اور وقت قتل حضرت یحییٰ کے جو عین زمانہ حضرت عیسے علے نبینا و علیہ السلام کا ہے۔ خود حدیث مذکورہ سے طلوع ہونا اُس کا ثابت ہوا دیکھو وحین قتل یحیی بن زکریا کو دیگر رسائل آثار محشر مثل کشف الغطا وغیرہ میں بھی طلوع قرن ذی السنین کو علامات مہدی سے قرار دیا ہے نقل عبارات کو موجب ملالت سمجھ کر اسی پر اختصار کیا گیا۔

## حدیث بست و پنجم

ان للمھدی اٰیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض رواہ الدارقطنی فی سننہ عن محمد بن علی بتحقیق مہدی کی تصدیق کیواسطے دو نشان الہی ہیں جب سے آسمان و زمین پیدا کیگئی ہیں وہ دونوں نشان کسیکی تصدیق کیواسطے نہیں ہوئے چاند گرہن ہوگا اول رات میں (یعنے جن راتوں میں چاند گرہن ہوتا ہے اُنکی اول رات میں ماہ رمضان سے اور سورج گرہن ہوگا نصف میں (یعنے اوس مدت کے نصف

ہیں جس میں سورج گرہن ہوتا ہے) اوسی رمضان میں اور یہ دونوں نشان نہیں ہوئے ہیں جب سے کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کو روائیت کیا اسکو دار قطنی نے اپنی سنن میں محمد بن علی سے **ف** یہ اجتماع خسوف و کسوف ممالک مشرقیہ خصوصاً پنجاب میں بماہ رمضان ۱۳۱۱ھ ہجری حسب اپنی شرائط کے واقع ہو چکا تمام اخبار اور ہیئت والوں انگلش وغیرہ نے طرح طرح کے اس کے عجائبات لکھے ہیں ولنعم ما قیل **ع** در سنہ غاشی ہجری دو قران خواہد بود + از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود + یہ شعر کسی کا پرانا شعر ہے۔ جو پنجاب کے بعض لوگونکو یاد تھا۔ اور ممالک مغربیہ یعنے امریکہ وغیرہ میں ۱۳۱۲ھ ہجری میں بماہ رمضان یہ اجتماع واقع ہوا والحمد للہ علی ذالک واضح خاطر ناظرین با انصاف ہو کہ بموجب حدیث صحیح متفق علیہ کے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلعم نے جو امور اہم کہ قیامت تک ہونیوالے تھے اُن سبکو بیان فرما دیا ہے اس حدیث میں حضرت حذیفہؓ راوی فرماتے ہیں کہ اُن امور کو جسنے یاد رکھا اوسنے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا اور جو اُن میں سے بھولی ہوئی شے واقع ہو جاتی ہے اور اسکو میں دیکھ لیتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں جیسا کہ کوئی آدمی جو کسیکی روبرو سے غائب ہو جاوے اور وہ بھلا دیا جاوے لیکن جب اُسکو دیکھا جاتا ہے تو اسکو پہچان لیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جبکہ کوئی پیشین گوئی واقع ہو جاوے تو راوی کے بھول چوک اور اُسکا ضعف مضر نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کہ جملہ اکابر محدثین کی یہ عادت ہے کہ جو حدیث اسناداً ضعیف ہوتی ہے اوسپر سکوت نہیں کرتے لیکن امام دار قطنی نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے باوجودیکہ یہ امام حدیث احادیث صحیحین کا بھی انتقاد کرنے والا ہے اور نیز یہ مسئلہ بھی اصول حدیث میں منقح کیا گیا ہے کہ جس امور میں اجتہاد کو دخل نہیں اور اُنکو صحابہ یا اہل بیت روائیت کریں تو وہ حکم

میں حدیث مرفوع کے ہوتے ہیں پس بلحاظ امور مذکورہ مخالفین کے عذرات بارده قابل سماعت کے نہیں ہیں جو وہ کہتے ہیں کہ حدیث مرفوع نہیں ہے یا اوس کے اسناد میں راوی ضعیف ہیں کیونکہ اس روایت میں کسی کے اجتہاد کو دخل نہیں ہے اور مضمون اوس کا واقع بھی ہوگیا۔ تو اب حدیث کی صحت میں کیا کلام ہے۔ اس حدیث میں جو لفظ لاول لیلۃ من رمضان کا واقع ہوا ہے اوسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ اول شب رمضان میں چاند گرہن واقع ہوگا کیونکہ اولاً تو ہلال پر قمر کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ صحاح جوہری وغیرہ میں لکھا ہے۔ الھلال اول لیلۃ والثانیۃ والثالثۃ والقمر بعد ذالک لیال الی اخر الشھر سمی قمرا لبیاضہ یعنے اول اور دوسری اور تیسری راتتک ہلال ہے اور قمر بعد تین راتوں کے آخر ماہ تک کہا جاتا ہے اور قمر کو قمر بسبب سپید ہونے کے کہتے ہیں۔ ثانیاً اول رات میں ماہ کے جبکہ ہلال کا نظر آنا بھی دشوار ہوتا ہے۔ تو چاند گرہن ہونے کے کیا معنے ان ھذا لشی عجاب پس القمر میں الف ولام عہد کا ہے یعنے وہ قمر جو مرتبہ بدریت پر پونچ گیا ہو چنانچہ قمر تین راتوں میں حالت بدایت پر پونچ جاتا ہے۔ پس حدیث میں اول لیلہ سے مراد تیرھویں شب ہوئی اور ایسا ہی کچھ واقع ہوا علی ھذا لقیاس فے النصف منہ سے مراد یہ ہے گرہن دنوں میں سورج گرہن واقع ہوتا ہے اوسکے نصف میں یعنے ۲۸ تاریخ کو رمضان سے واقع ہوگا۔ جیسا کہ واقع ہوا پس جن علما نے ترجمہ اس حدیث میں اغلاط کئے ہیں وہ حجت نہیں ہو سکتے کہ محض غلط اور غیر صحیح ہیں اور جو نظام شمس قمر یا کسوف اور خسوف کا اللہ تعالے نے مقرر فرمایا ہے وہ تا قیامت باطل نہیں ہو سکتا۔ مہدی کے وقت میں کیونکر باطل ہو جاوے گا فرمایا اللہ تعالے نے والشمس تجری لمستقر لھا ذالک تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر

ولا اللیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون اور سورج چلتا ہے اون ٹھکانو نمیں کہ مقرر ہیں واسطے اونکے یہ اندازہ خداوند غالب جاننے والیکا ہے اور چاند مقرر کیں ہم نے اس کی منزلیں یہانتک کہ ہوگیا مانند شاخ کھجور سوکھی کے نہ سورج چاند کو پاسکتا ہے اور نہ رات آگے پکڑنے والی ہے دن کے اور ہر ایک بیچ آسمان کے چلتے ہیں حجج الکرامۃ میں اس حدیث کی تخریج سوا دارقطنی کے دیگر کتب حدیث سے بھی کی ہے کما قال اخرجہ نعیم بن حماد وابو الحسن الخیری فی الجزئیات واخرج مثلہ الحافظ ابوبکر بن احمد الحسن وابن حماد ایضاً عن کثیر بن مرۃ الحضرمی و البیہقی ایضاً۔ غرضکہ استدلال ہمارا اس حدیث کے الفاظ سے ہے نہ اون خیالات غلط سے جو اس حدیث کے تراجم میں غلط شہو ہو گئے ہیں **سوال** اس میں کیا سر ہے کہ یہ اجتماع خسوف اور کسوف کا ماہ رمضان المبارک میں علامات مہدی موعود سے قرار دیا گیا **جواب** حجۃ اللہ میں لکھا ہے کہ وقت خسوف اور کسوف کے اللہ تعالے اکثر حادثات مقدرہ کو عالم مثال میں مقضی اور معین فرماتا ہے اور یہ ہی وجہ عارفین کے قلوب میں خوف اور فزع زیادہ پیدا ہوجاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم کے قلب مبارک کو ان اوقات میں بہت ہی خوف اور فزع پیدا ہوجاتا تھا اور دعا و نماز و خیرات و مبرات میں مشغول ہوجاتے تھے اور نیز ان اوقات میں روحانیت آسمانی اور تجلیات الٰہیہ زمین کیطرف متوجہ ہوتی ہیں انتہی ملخصاً پس بدیں لحاظ ماہ مبارک رمضان شریف اور زمانہ مھدی معہود و مسیح موعود کا اس اجتماع خسوف اور کسوف کے لئے حکمت الٰہیہ میں مقرر ہوا کیونکہ عالم مثال میں حادثات موعودہ جدیدہ کی نسبت قضا و تقدیر جاری ہورہا ہے۔ جس کو نفخ فی الصور کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے پس جیسا کہ بوقت تنزیل قرآن مجید کے معجزہ شق القمر واقع ہوا تھا اسی طرح پر واسطے تنزیل معارف و اسرار قرآنیہ کے اور نیز واسطے تصدیق اخبار مستقبلہ مخبر صادق صلعم کے وقتاً فوقتاً متواتر واقع ہوتی چلی

جاتی ہیں اس مسیح موعود کے وقت میں یہ اجتماع خسوف اور کسوف رمضان میں
مقرر فرمایا گیا اور اسکی لئے ماہ رمضان المبارک ہی مناسبت رکھتا تھا کما قال تعالیٰ
شہر رمضان الذی انزل فیہ القران یعنے مہینا رمضان شریف کا وہ ہے جسمیں قرآن مجید نازل کیا
گیا ہے اور جسطرحپر کہ شق القمر ایک نشان آسمانی ہے اوسیطرحپر اجتماع کسوف وخسوف
در ماہ رمضان بھی نشان آسمانی ہے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ مخبر صادق
صلعم کی پیشین گوئی جو تیرہ سو برس کی تھی وہ اب پوری ہوگئی اور نیز زمانہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم وزمانہ مسیح موعود میں آسمانی نشانو نکے ظاہر ہونیسے وہ مناسبت بھی
ثابت ہوگئی جو حدیث کیف تھلک امۃ انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی اٰخرھا
سے مفہوم ہوتی ہے کما قال تعالیٰ واٰخرین منہم لما یلحقوا بھم وھو
العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل
العظیم ۔ حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے کہ مصداق اسکا ایک رجل فارسی الاصل
ہے۔ جسکی صفت ہے کہ لو کان العلم معلقا بالثریا لنالہ پس بحکم اول
باخر نسبتے دارد یہ اجتماع کسوف وخسوف جو عجائب وغرائب پر مشتمل ہے مہدی
آخر الزمان کے لئے ضروری ہوا جیسا کہ شق القمر آنحضرت صلعم کیوقت میں واقع
ہوا تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے عن ابن عباس قال کسف القمر علی عھد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سحر القمر فنزلت اقتربت الساعۃ
وانشق القمر یعنے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند زمانہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تب کفار نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
چاند پر جادو کیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ قیامت قریب ہوئی اور
چاند پھٹ گیا ✣

## حدیث بست و ششم

وعن[۱] ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال اذا کان الصوت فی شھر رمضان فی لیلۃ جمعۃ فاسمعوا واطیعوا رواہ نعیم بن حماد - **ف** اس حدیث میں وہ مہینا اور ہفتہ بھی تبلایا گیا ہے جس میں اوس ندائے الہامی اور جبرائیلی کا وقوع ہوگا چنانچہ دوم اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ہجری کو حضرت اقدس کا ایک مکاشفہ ہے جس میں ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص حضرت اقدس کو نمودار ہوا جسکو آپ تحریر فرماتے ہیں کہ گویا وہ انسان نہیں بلکہ ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے اور اوسکی ہیئت دلوں پر طاری تھی اور میں اوسکو دیکھتا ہی تھا کہ اوسنے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے - پھر حضرت اقدس نے سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام کی سزادہی کیلئے مامور کیا گیا ہے دیکھو **برکات الدعا** کا آخر صفحہ چہارم یہ آواز آسمانی یعنے الہام ربانی بذریعہ اشتہارو نکے تمام دنیا میں شائع ہوئی اور مراد جمعہ سے حدیث میں حسب محاورہ ہفتہ ہے نہ خاص روز جمعہ ایک ہفتہ کو جمعہ کے ساتھ تبرکاً تعبیر کیا گیا ہے یہ محاورہ احادیث میں اکثر پایا جاتا ہے اب سنو دوسری آواز شیطان کو جو حدیث ذیل میں مذکور ہوتی ہے

## حدیث بست هفتم

وفی اخر النھار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما لیشکل علی الناس ویفتنھم فکم فی الیوم من شاک تحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنے الاول فلا تشکوا انہ صوت جبرئیل وعلامۃ ذالک انہ ینادی باسم المھدی واسم ابیہ رواہ نعیم بن

کما فی الصحیح والشھر کالجمعۃ والجمعۃ کالیوم والیوم کاضطرام السعفۃ فی النار ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۹

[۱] حضرت ابوجعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہا انہوں نے جبکہ ہووے آواز رمضان المبارک میں شب جمعہ کو پس سنو اوسکو اور اطاعت کرو ۱۲

حماد اور آخر میں ابلیس لعین کی آواز ہوگی ندا کریگا وہ آگاہ ہوجاؤ کہ بہ تحقیق فلان شخص قتل کیا گیا ہے یعنے شہید ہوا یہ آواز تمام آدمیوں کو اشکال میں ڈالے گی اور اُنپر فتنہ لادیگی پس بہت سے لوگ اوس دن شک کرنے والے حیرت میں پڑینگے پس جبکہ تم سن چکے ہو آواز رمضان شریف کو یعنے اول آواز کو لہذا تم شک میں مت پڑیو اس واسطے کہ تحقیق وہ آواز جبرائیل کی ہے اور اُسکی نشانی یہ ہے کہ وہ جبرائیل مہدی کے نام کے ساتھ اور اُسکے باپ کے نام کے ساتھ ندا کریگا روایت کیا اُسکو نعیم بیٹے حماد نے **ف** یہ آواز بھی جماعت لیکھرام کی طرف سے نسبت لیکھرام کے واقع ہو چکی کہ اُسکو شہید قرار دیا گیا اور قتل اُوسکا مظلومانہ ٹھہرایا گیا اور بہت سے لوگوں کو اُس کے قتل میں بڑے بڑے اشکال واقع ہوئے اور اس آواز مشہور ہونے بہت لوگوں کو فتنہ میں بھی ڈالا اب تک اُسکے وقوع قتل میں لوگوں کو طرح طرح کے شکوک و تحیرات واقع ہیں اور واقعی بھی ایک حیرت ناک قتل ہے لیکن حدیث میں تاکید ارشاد ہے کہ جب تم پہلی آواز جو جبرائیل کی آواز ہے سُن چکے ہو۔ اور وہ آواز باسم مہدی اور اُس کے باپ کے نام سے ہوتی ہے تو مع ہذا تم کچھ شک مت کیجیو کیونکہ وہ پہلی آواز جبریلی آواز ہے اور پدر مہدی سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ابو الانبیا ہیں اور تمام مرسلین اور مجددین اور مبعوثین کے روحانی باپ ہیں اب اگر تفصیلی طور پر قصہ لیکھرام کا دیکھنا ہے تو مطالعہ کرو سراج منیر وغیرہ کو والحمد للہ علی صدق مصداق ھذا الخبر

## تاریخ قتل لیکھرام

لیکھرام پشاوری کی موت ٭ اور جو اسکے الی تھی کلفت ٭ قبل از چند سال مہدی نے ٭ کردیا اسکو واس سے باجرت
مُنہہ سے اُس کے نکلا عجوہ ٭ ہوئی تاریخ قتل ازسمت ٭ یعنے انیس سو تیرہ میں ٭٭ مات فرعون ھذا الامۃ [۱۹۵۳ / ۹۱]

کسر صلیب اور قتل خنزیر حجت و برہان سے جو اس ۹۷ ۱ لہ میں ہوا ہے اُسکی تاریخ

؎ مراد فرعون سے وہ بادشاہ مصر ہے جو حضرت موسیٰ کیوقت میں اُنکی رسالت سے منکر تھا لیکھرام بھی ویسا ہی منکبر اور رسالت حضرت خاتم النبیین سے منکر تھا۔

یکسر الصلیب و نقتل الخنزیر ہے۔ جو الفاظ حدیث کے ہیں ظہر حدیث کا بطور بطن کے
اندونوں واقعوں کے تاریخ بتلا رہا ہے وھذا شئی عجیب۔ پس جو مولوی صاحبان اس واقعہ کو
سیف و سنان سے خیال کر رہے ہیں وہ خیال اون کا درست نہیں ہے حجج الکرامۃ
میں اندونوں حدیثوں کا ترجمہ ایک ساتھ یوں کیا ہے۔ محمد بن علی گفتہ چوں پیدا شود
آواز در ماہ رمضان شب جمعہ بشنوید آنرا و اطاعت کنید کہ آن آواز جبرئیل است ندا میکند
بنام مہدی و نام پدر وے۔ دوسری حدیث کا ترجمہ اوسی میں یوں لکھا ہے۔
و در آخر روز آواز کند ابلیس کہ فلانے مظلوم کشتہ شد و این ندا برائے انقلاع مردم در شک
باشد پس بسیار کس دران روز بحیرت و شک افتند لیکن شما شک نکنید کہ صوت
اوّل صوت جبرائیل است و صوت ثانی صوت ابلیس۔ قل اعوذ برب الناس
ملک الناس الہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی
صدور الناس من الجنۃ والناس۔ کہ تو پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار آدمیوں کے
بادشاہ آدمیوں کے معبود آدمیوں کے برائی وسوسہ ڈالنے والے سے جو چھپے کو ہٹ جانیوالا ہے جو آدمیوں کے سینوں
میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ وہ جن اور انسان سے ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

بانگ سلطان پاسبان اولیاست  بانگ شیطان گلہ بان اشقیا است

## حدیث بست ہشتم

حجج الکرامۃ میں بروایت حضرت عائشہ مستدرک حاکم
اور طبرانی سے حدیث ذیل لکھی ہے قال رسول اللہ علیہ وسلم فی مرضہ
الذی توفی فیہ لفاطمۃ ان جبرائیل کان یعارضنی القران فی کل عام مرۃ
وانہ عارضنی بالقران العام مرتین واخبرنی انہ لم یکن نبی الاعاش

نصف الذی قبلہ و اخبرنی ان عیسے بن مریم عاش عشرین ومأۃ سنۃ ولا ارانی الا ذاھبا علی راس الستین و رجالہ ثقات ولہ طرق **ف**

یہ تو ہر شخص اہل البصیرت جانتا ہے کہ لفظ عیش کتب لغات میں بہ معنے حیات اور زندگی کے آیا ہے جو مقابل موت کے ہے پس اس حدیث سے منصوص طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسے بن مریم ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اور ایکسو بیس برس کی عمر طبعی اُنہوں نے پائی دیکھو جملہ **عاش عشرین ومأۃ سنۃ** کو جسکا ٹھیک ترجمہ ہے کہ زندہ رہے عیسے بن مریم ایک سو بیس برس تک پس بعض علماء کا تاویل کرنا کہ ایک سو بیس برس کی عمر میں اونکا رفع ہوا گویا الفاظ حدیث کو مثل یہود کی تحریف کرنا ہی نہ تاویل صحیح اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح پر حضرت عیسے کی حیات اور زندگی کی عمر ایکسو بیس برس ارشاد فرمائی اپنی عمر ساٹھ کا راس یعنے ستین سے کچھ اوپر بیان فرمایا تو ثابت ہوا کہ جیسا آنحضرت صلعم کی وفات ستین سے کچھ اوپر ہو چکی ویسی طرح حضرت عیسے کی بھی ایکسو بیس برس کی عمر میں وفات ہو چکی آگے رہا یہ سوال کہ آنحضرت صلعم کے پیشتر جسقدر انبیاء صاحب شریعت و کتاب ہوئے ہیں اونکی عمروں میں بھی یہ قاعدہ کہ لم یکن نبی الا عاش نصف الذی قبلہ ثابت کیا جاوے تو چونکہ یہ حدیث صحیح ہے لہذا سائل پر اسکا اثبات ضروری ہے ہمارے لئے تو صرف مخبر صادق اور معصوم کا خبر دینا کافی ہے ثبوت تاریخی سائل خود کرتا پھرے۔ بلکہ معترض خود ہمارے اس مطالبہ کے تحت میں دبا ہوا ہے کہ جب حضرت عیسے کی وفات ایک سو بیس برس کی عمر میں اس حدیث صحیح سے ثابت ہو چکی اور بحکم آیت فیھا تحیون وفیھا تموتون کے زمین میں دفن بھی ہو چکے تو اب سائل بتلا دے کہ کونسی قبر پھٹے گی جس سے حضرت عیسی برآمد ہونگے مگر یہ نشان دہی بحوالہ آیت قرآنی یا کسی حدیث صحیح کے ہووے جیسا کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ رجالہ ثقات والی لہذا الک اور کہاں ہو سکتا ہے اسکیلئے یہ

ایضا تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۴۶ جلد دوم مطبوعہ مصر میں تحت آیت میثاق واذ اخذ اللہ

میثاق النبیین حدیث ذیل لکھی ہے وفی بعض الاحادیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی الخ فالرسول محمد خاتم الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ دائماً الی یوم الدین۔ انتہی یہ حدیث فتوحات حضرت ابن عربی میں بھی موجود ہے اور الیواقیت والجواہر امام شعرانی وغیرہ میں بھی منقول کی گئی ہے پس بعض مخالفین مثل غلام دستگیر متوفی وغیرہ کا یہ کہنا کہ حدیث لفظ عیسے کے ساتھ مشکوٰۃ شریف میں موجود نہیں پھر ہم اسکو کیونکر تسلیم کریں کمال تحکم ہے۔ کیونکہ صاحب مشکوٰۃ یا کسی دوسرے محدث نے یہ کب دعوائے کیا ہے کہ جو حدیث مشکوٰۃ شریف میں نہ ہو وہ موضوع ہے۔ بیچارے غلام دستگیر متوفی نے اس حدیث کے انکار کیلئے بڑا زور دیا ہے تب بھی اس سے کچھ نہ ہو سکا چنانچہ وہ اپنے رسالہ فتح ربانی صفحہ ۱۴ میں لکھتا ہے کہ یواقیت قلمی کے ۵۲ اوراق کے دوسرے صفحہ کی سطر ۵ میں یہ حدیث یوں نکلی لوکان موسیٰ وعیسے حیین ما وسعہما الا اتباعی۔ اب ناظرین اوسکا تحکم دیکھیں وہ لکھتا ہے کہ دوسرے مقامات الیواقیت والجواہر میں یہ حدیث اوسی طرح پر لکھی ہے جس طرح پر مشکوٰۃ شریف اور دارمی میں لکھی ہے جس میں لفظ عیسے کا نہیں ہے اس سے ثابت ہوا کہ سہو کاتب سے لفظ عیسے کا بڑھایا گیا ہے انتہی۔ **اقول** یہ قول اُس کا نبار فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ ائمہ فن حدیث کی عادت ہے کہ اپنی استدلال میں اپنی اپنے محل پر جسقدر زیادت الفاظ حدیث کے صحیح و ثابت ہو جاوے اون سب سے استدلال کر لیا کرتے ہیں۔ اب دیکھو خود مولف صفحہ ۱۶ میں یہ اقرار کرتا ہے وھوھذا یواقیت کے دوسرے موقعہ پر جو لفظ عیسے کا درج ہوا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ اُس کے اوپر یہ بیان ہے کہ سارے نبی آنحضرت صلعم کے نائب ہیں حضرت آدم سے لیکر آخر الانبیا حضرت عیسیٰ تک انتہی **اقول** اب غور کرنے کی جگہہ ہے کہ یہ مدعا شیخ ابن عربی کا بغیر موجود ہونے لفظ عیسے کے موسیٰ کیساتھ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے

کیا شیخ اکبر کو اس شخص کیطرح یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اس حدیث سے جس میں لفظ عیسے
کا نہیں ہے تقریب تمام نہیں ہوتی جس کی تعریف ہے التقریب سوق الدلیل
علی وجہ یستلزم المطلوب پس معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک وہ
حدیث جسمیں موسے کے ساتھ لفظ عیسے کا بھی موجود ہے۔ صحیح اور ثابت ہے تب
ہی تو انہوں نے اپنی مدعا کے اثبات کیلئے تمسک کیا ورنہ حدیث موضوع
سے استدلال کرنا کب جائز ہے خصوصاً ایسے مقصد عظیم الشان پر (کہ تمام انبیاء باستثنا
از آدم تا حضرت عیسے بن مریم انوار شریعت محمدیہ سے مقتبس الانوار ہیں) اور یہ لکھنا اونکا
کہ فتوحات اور یواقیت میں دوسرے مقاموں پر یوں لکھا ہے کہ انه یومئذ منا
یعنے عیسے بن مریم جو آنے والے ہیں وہ ہم میں سے ہی ہیں۔ پس یہ تو اور صریح دلیل
ہے اس امر کے ثبوت کی کہ عیسے موعود اسی امت میں سے ہونگے نہ وہ عیسے
نبی اسرائیلی جو فوت ہو چکے اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جاوے کہ صاحب فتوحات یا امام
شعرانی کا خیال یہی تھا کہ وہی عیسے بن مریم نبی اسرائیلی آویں گے تو یہ خیال اونکا مخالف
نصوص کے کوئی حجت شرعی مسلم نہیں ہو سکتا اور استدلال تو کلام معصوم یعنے احادیث
سے ہی نہ فہم زید عمرو بکر سے علاوہ بریں دوسرے مقامات سے اونکا رجوع اس خیال
سے ثابت ہوتا ہے اور فقرات (لما کان یحکم اذا انزل الی الارض الا بشریعة
محمد صلعم) سے استدلال کرنا بھی کہاں درجہ کا تحکم ہے کیا یہ صفات اوس عیسے کی نہیں ہو سکتیں
جو اسی امت میں سے اماً مکم منکم کا مصداق ہو یہ صفت تو ہر ایک مومن کیلئے ہونی
ضرور ہے چہ جائیکہ وہ شخص جو امام المومنین ہو۔ قال اللہ تعالی کنتم خیر امة اخرجت
للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر الایہ واضح ہو کہ آیت
میثاق میں اللہ تعالے نے انبیا سے از آدم تا عیسے بن مریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لانیکا قول اور اقرار کیا ہے اور تائید و نصرت کرنے کا عہد پیمان لیا ہے اور

امت محمدیہ کی شہید و گواہ بھی بہ حکم آیت ویکون الرسول علیکم شہیدًا
کے حضرت عیسے وغیرہ نہیں ہو سکتے ہیں تو جو لوگ حضرت عیسے علیہ السلام کے نزول کے
منتظر ہو کر انکو اپنا امام اور پیشوا بنانا چاہتے ہیں اور بہ موجب آیت وان من اھل الکتاب
الا لیومنن بہ قبل موتہ کے تمام اہل کتاب کا اونپر ایمان لانا تبلاتے ہیں وُہ
مخالف ان نصوص کے ہوئے یا نہیں اور جو غصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط ایک
نسخہ توراۃ کے ہاتھ میں لینے سے ہوا تھا یہ لوگ اوس کے مورد ہونگے یا نہیں
بینوا توآجروا۔ آنحضرت مخاطبین ہمکو معاف فرماویں ہم یہ نہیں چاہتے کہ خاتم النبین کو چھوڑکر حضرت عیسیٰ کی امت ہو کر عیسائی بنجاویں۔

## حدیث بست و نہم

صحیح بخاری میں بصفحہ ۶۶۵ و ۶۹۳ و ۷۲ و ۹۹۶ وغیرہ زیر تفسیر آیت و
کنت علیہم شہیدًا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب
علیھم وانت علی کل شئی شہید کے یہ حدیث لکھی گئی ہے فاقول
کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا الآیہ ف یہ حدیث
قابل غور ہے اولاً تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو بڑی اہتمام سے
بیان فرمایا ہے کہ اول میں خطبہ پڑھا ہے۔ پھر قیامت کے میدان محشر کو یاد دلایا ہے
اور وہاں کے احوال پر اہوال سے ڈرایا ہے اور پھر بلفظ الا جو حرف تنبیہ کا ہے
مخاطبین کو دو مرتبہ تاکیدًا تنبہ فرمایا ہے اور پھر جو لوگ عنداللہ اصحاب الشمال تھے
اونکو اپنے اصحاب ہونیکے لئے جناب باری میں فریاد کی جس کا جواب ملاءکہ یہ
لوگ تیرے اصحاب سے نہیں ہیں بلکہ یہ اہل بدعت ہیں کہ تیری تعلیم میں طرح
طرح سے اُنہوں نے تحریف کی ہے اور نئی باتیں نکالی ہیں بعد ان سب امور کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسے کی وفات کو اوسیطرح پیر بیان فرمایا جس طرح

ف میں اونپر گواہ رہا جب تک اون میں زندہ تھا پس جبکہ تونے مجھکو وفات دی تو تو ہی اونکا نگہبان تھا اور تو
ہر ایک شے پر نگہبان ہے ۱۲۔ مترجم پس کہونگا میں جیسا کہ نیک بندے یعنے حضرت عیسےٰ نے کہا وکنت

پر اپنی وفات کو جناب باری میں عرض کیا۔ ایھا الناظرون بڑی عبرت کا مقام
ہے کہ باوجود ان جملہ امور کے پھر بھی توفی عیسے بن مریم کو بمعنے رفع جسمانی قرار دیتے ہیں
لیکن بموجب اس حدیث کی ایسی تحریف کرنا شفاعت رسول مقبول اور شرب آب کوثر
سے محروم رہنا ہے اور اصحاب الشمال میں داخل ہونا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو
حضرت عیسے کی توفی زمانہ نزول قرآنسے لیکر قیامت تک بیان فرمادی جسکو قبول کرنا ہو
قبول کرے۔ پس یہ کسقدر بے باکی اور جرأت ہے ونعوذ باللہ منہا۔ اللھم
لا تجعلنا من الذین احدثوا بعد رسولک وحرفوا ایات کتابک و
لا تحرمنا من شفاعۃ رسولک و شرب ماء الکوثر۔ لطف یہ ہے
کہ اس حدیث کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن عباس ہی ہیں اور معنے متوفیک
کے ممیتک بھی انہیں سے ماثور ہیں جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس کا
مذہب بھی تھا کہ حضرت عیسے وفات پاچکے دیکھو ہمارے رسائل میں تفصیل اسکی +

# حدیث سی ام

عن عبد اللہ بن عباس ان ابا بکر خرج وعمر یکلم الناس فقال
اجلس یا عمر فابی عمر ان یجلس فاقبل الناس الیہ وترکوا عمر
فقال ابو بکر اما بعد فمن کان منکم یعبد محمداً فان محمداً قد مات
ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت قال اللہ تعالیٰ
وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الی قولہ الشاکرین
وقال ابن عباس واللہ لکان الناس لم یعلموا ان اللہ انزل
ھذہ الایۃ حتی تلاھا ابو بکر فتلقاھا منہ الناس کلھم فما اسمع

علہ اور پناہ مانگتے ہیں ہم اس ارتداد سے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمکو توان لوگوں میں مت کیجیو جنہوں نے تیرے رسول کے بعد نیا احداث کیا اور تحریف کیا
تیری کتاب کی آیات کو اور ہمکو بے نصیب نہ کیجیو اپنے رسول کی شفاعت سے ۔ علہ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ بہ تحقیق حضرت ابوبکر
نکلے درانحالیکہ حضرت عمر آدمیوں سے کلام کر رہے تھے (یعنے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے وفات نہیں پائی) حضرت ابو بکر صدیق نے
فرمایا اے عمر بیٹھو پس حضرت عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا (کیونکہ حضرت عمر کو حزن اور غم بہت لاحق تھا) پس سب آدمی حضرت ابوبکر کی طرف

بشر من الناس الا یتلوھا فاخبرنی سعید بن المسیب ان عمر
قال واللہ ما ھو الا ان سمعت ابابکر تلاھا رواہ[۱] البخاری صفحہ ۶۴۰
وعند احمد ان ابابکر حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان اللہ یقول انک میت
وانھم میتون حتی فرغ من الایۃ ثم تلا وما محمد الا رسول الایۃ قال
عمر انھا فی کتاب اللہ وما شعرت انھا فی کتاب اللہ وعند بن
ابی شیبۃ فاستبشر المسلمون واخذت المنافقون الکابۃ قال
ابن عمر فکانما کانت علی وجوھنا اغطیۃ فکشفت قسطلانی
حدیث صحیح بخاری مذکورہ دو جگہہ پر ہے چنانچہ بصفحہ ۱۶۶ کتاب الجنائز میں
بھی موجود ہے یہ حدیث بھی بڑی غور طلب ہے۔ جس سے چند فوائد حاصل ہوتے
ہیں۔ اول تمام صحابہ جو اسوقت میں حاضر تھے حضرت ابوبکر کیطرف متوجہ ہوگئے
اور ثانیاً حضرت ابوبکر نے واسطے نفی کرنے قول حضرت عمر کے حمد الہی اور تشہد پڑہکر
بڑے اہتمام سے خطبہ پڑہا اور ثالثاً خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات پاجانا
بیان فرمایا اور رابعاً اپنی اس بیان کے اثبات کے واسطے دو آیتوں سے استدلال
کیا اول انک میت وانھم میتون سے جس سے شخصی اور جزوی طور
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت ہوتی ہی اور دوسری کلی طور پر
آئیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے اوپر وفات
آنحضرت صلعم کے استدلال فرمایا۔ اور خامساً ان دونوں استدلالوں کو حضرت
عمر اور دیگر تمام صحابہ نے تسلیم فرمایا اور سادساً اس آیت کو تمام صحابہ واسطے
ثبوت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہہ پڑہتی پھرے اور حضرت
صدیق سے جب اس آئیت کو سُنا پھر کسیطرحکا شک وشبہ آنحضرت صلعم
کی وفات میں نہ رہا پس اگر تمام رسولونکی وفات اُنکے خیال میں نہیں بیٹھے تھے

[۱] روائیت کیا اسکو بخاری نے اور نزدیک امام احمد کے ہے یہ تحقیق حضرت ابوبکر نے حمد الہی اور ثنا اوسکی بیان کی پھر کہا تحقیق اللہ تعالی فرماتا ہے تحقیق تو بھی وفات پانیوالا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنے والے ہیں پہر اس آئیت کی تلاوت سے فارغ ہوکر دوسری آئیت پڑہی نہیں محمد مگر رسول اور حضرت عمر

اور حضرت عیسے مستثنی تھے تو ان تمام اہل لسان نے کیونکر اس استدلال کو تسلیم کیا اور خود حضرت
ابو بکر صدیق نے ایسا ناقص استدلال جس کی تقریب تمام نہیں کیونکر کیا اگر اونکے خیالوں میں
حضرت عیسے زندہ تھے تو وُہ کہہ سکتے تھے کہ جسطرح حضرت عیسے زندہ ہیں اوسی طرح پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حیات ہیں اور فوت نہیں ہوئے اور مخالفین کا لفظ
خلت سے اولجھنا بڑی حماقت ہے اول تو یہ قصہ ہی موت اور حیات کا ہے جس کے
اثبات اور نفی کے لئے استدلال کیا گیا پس خلت کے معنے سوائے ماتت کے اور کیا ہو سکتے
ہیں۔ دوسرے آئیت انک میت وانھم میتون میں بھی جو پڑہی گئی میت کا
لفظ موجود ہے۔ تیسرے خود اُوسی آئیت میں جملہ افان مات موجود ہے۔ چوتھے
معنے خلت کے جو مضت کے ہیں اس سے ایسی موت ثابت ہوتی ہے جس میں
کبھی رجعت نہ ہو کیونکہ جو زمانہ ماضی ہو گیا اوس کا عود پھر ممکن نہیں ہے تمام قرآن مجید
میں نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ خلا کا لفظ صرف دو تین معنوں میں آیا ہے اول
تو خلوت میں جمع ہوتا ہے کما قال تعالی واذا خلا بعضھم الی بعض اس معنے
میں جہاں کہیں آیا ہے متعدی بحرف جر آیا ہے دوسرے بہ معنے مضت کے اسکا استعمال
بغیر حرف جر کے ہوا ہے کما قال تعالی ام کنتم شھدآء اذ حضر یعقوب
الموت الی قولہ تعالی تلک امۃ قد خلت ایضاً قال تعالی اتعداننی
ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی اس آئیت میں اللہ تعالے ایک
فرضی کافر کا مقولہ نقل فرماتا ہے جو اپنے والدین مومنین سے کہتا ہے کہ کیا تم دونوں
وعدہ دیتے ہو مجھکو یہ کہ نکالا جاونگا میں حالانکہ بہ تحقیق گذر چکے ہیں بہت قرن پہلے مجھسے
قرنوں میں سے کوئی متنفس بھی دوبارہ دنیا میں نہیں آیا تو پھر بعث یا حشر ونشر کیسا
اور تیسرے یہ لفظ خلا صرف بمعنے خالی ہونے کے جو مشہور ہیں مستعمل ہوا ہے جیسا کہ خلا الشئے
بمعنے خالی ہوئی شے۔ اس لفظ خلت نے تو تمام اعذار باردہ مخالفین کے قطع کردئے

معہذا اسمیں گفتگو کئے جانا اپنی حماقت کا اظہار کرنا ہے وبس۔

# حدیث سی ویکم

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورائت عیسی رجلا مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الشعر متفق علیہ کذا فی المشکواۃ

اس حدیث میں بھی عیسی موعود کا ہی حلیہ مذکور ہوا ہے کیونکہ حضرت اقدس نہ طویل القامت ہیں اور نہ قصیر القامت اور نہ فربہ اور سمین ہیں اور نہ دُبلے اور لاغر قد آپکا سب طرح سے درجہ اعتدال پر واقع ہوا ہے اور اسی کو مربوع الخلق یا ربعہ کہتے ہیں اور الی الحمرۃ والبیاض جو فرمایا گیا اوس کے معنے صاف ظاہر ہیں کہ اسمر اللون یعنے گندم گون ہیں کیونکہ جب کوئی رنگ مایل بہ سُرخی وسُفیدی ہوتا ہے اسکو آدم یا اسمر اللون کہتے ہیں باقی رہا سبط الشعر سو وہ دوسری حدیث سابق میں مذکور ہو ہی چکا ہے۔ پس یہ حلیہ بھی اس مسیح موعود کا بالفعل موجود ہے جو شخص چاہے دیکھ لے اور مشکواۃ شریف میں جو اس حدیث کے آگے حضرت ابی ہریرۃ سے مروی ہے کہ لقیت عیسے ربعۃ احمر اوس سے مراد وہی عیسی نبی اسرائیلی مراد ہیں کیونکہ اونکا رنگ سُرخ ہے وجہ یہ ہے کہ رنگ شامیوں کا احمر ہی ہوتا ہے بشرطیکہ دیگر اسباب موجب تغیر لون کے پیدا نہ ہوں وعلی ہذا القیاس رنگ ہندوستان کا باعتبار آب وہوا وحر وبرد کے آدم یعنے گندمی رنگ ہوتا ہے بشرطیکہ اور اسباب سماوی یا ارضی باعث تغیر لون کے پیدا نہ ہوئے ہوں اور آدم ابو البشر کو جو آدم کہا گیا اوسکی وجہ بھی ہے کہ وُہ گندمی رنگ تھے اور گندمی رنگ اسیوجہ سے ہوئی کہ اونکا ہبوط ارض ہند میں ہوا تھا۔ فی تفسیر ابن کثیر وقال السدی قال اللہ تعالی اھبطوا منہا جمیعا فہبطوا ونزل آدم بالہند ونزل معہ الحجر الاسود الی آخرہ وقال عمران بن عینیہ عن عطاء بن السائب

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال اهبط آدم بدحنا ارض بالھند الی قولہ وعن الحسن البصری قال اھبط آدم بالھند وحوا بجدہ+تفسیر ابن کثیر میں۔ ہے اور کہا سدی نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے اترو تم سب اوس سے پس اوترے وہ اور اوترے آدم ہندوستان میں دراسخالیکہ اونکے ساتھ حجر اسود تھا آخر تک اور کہا عمران بن عیینہ نے وہ راوی ہیں عطا بیٹے سائب سے اور وہ سعید بیٹے جبیر سے اور وہ عبداللہ بن عباس سے کہا اونہوں نے اترے آدم دحنا میں جو ہند کی زمین ہے اور حسن بصری سے روائت ہے کہا انہوں نے اتارے گئے آدم ہند میں اور حوا جدہ میں۔ **ف** اور جو دیگر روایات ہبوط آدم کی نسبت اسکی مخالف آئی ہیں وہ ماول ہیں اس طرح پر کہ اون دوسرے مقامات میں کسیوقت ثانی میں نزول آدم ہوا ہو کیونکہ ان روایات مذکورہ کی موید درائت بھی ہے وجہ یہ ہے کہ رنگ تابع حر و برد کے ہوتا ہے۔ چونکہ جانب جنوب میں باعتبار وضع قرب آفتاب کے افراط سے گرمی ہوتی ہے۔ لہذا جنوبی آدمیوں کا رنگ جو حبش وغیرہ ہیں سیاہ ہوتا ہے اور شمال میں چونکہ برد افراط سے ہے لہذا شمالی لوگوں کا رنگ جیسا کہ یورپین ہیں سفید ہوتا ہے اور مابین ان دونوں طرفوں کے جسقدر متجاوز ہوتے جاویں اوسی قدر سپیدی اور سیاہی مندرج ہوتی چلی جاتی ہے دیکھو نقشہ ذیل کو جو واسطے سمجھانے قرب اور بعد کے اعتدال سے دیا گیا ہے۔ نہ بطور جغرافیہ کے تحقیقاً

اقلیم رابع — اعدل الاقالیم

اقلیم خامس — قریب باعتدال

اقلیم ثالث — قریب باعتدال

اقلیم سادس — بعید از اعتدال

اقلیم ثانی — بعید از اعتدال

اقلیم سابع — بعید از اعتدال

اقلیم اول — بعید از اعتدال

## نقشہ اقالیم سبع

باعتبار قرب و بعد از اعتدال

چونکہ اقلیم رابع وسط میں واقع ہوئی ہے لہذا وہ اعدل الاقالیم ہے اور اقلیم رابع کے اوپر اور ادہر کیطرف یعنے اقلیم ثالث اور خامس ہیں کہ قریب باعتدال ہیں اور ثانی اور سادس بعید از اعتدال اور اول اور سابع ابعد از اعتدال ہیں کیونکہ قرب و بعد آفتاب کے لحاظ سے ہوا کے حار و بارد ہونے میں بڑا تفاوت پڑ جاتا ہے اور چونکہ ملک شام اقالیم معتدلہ میں واقع ہے لہذا رنگ اون لوگوں کا سرخ واقع ہوا ہے کیونکہ نضج کامل جو حرارت معتدلہ سے ہو حمرت کو مقتضی ہے نظر کرو اخلاط اربعہ کیطرف اور دیکھو اونکی الوان کو جو بہ سبب تفاوت درجات حرارت اور برودت کے سرخ و سپید سیاہ اور زرد ہو جاتے میں اور اہل ہند چونکہ اعدل الاقالیم سے کسیقدر جنوب کو متجاوز ہیں لہذا رنگ اونکا بلحاظ حر و برد کے قطع نظر دیگر اسباب حادثہ کے مائل بہ گندمی رنگ ہوا ہے یہی وجہ حضرت آدم کا نام آدم ہوا جو انسان گندم گوں کو کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب اور حضرت عیسے چونکہ شامی ہیں لئے انکو احمر کہا گیا۔ خلاصہ یہ کہ عیسے موعود کو آدم کہنا ایسا ہی جیسا کہ اسکو ہندی کہا جاوے اور عیسے اسرائیلی کو احمر کہنا ایسا ہی جیسا کہ اسکو شامی کہا جاوے

## حدیث سی و دوم

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ وفی روایۃ قال یکون فی اخر امتی خلیفۃ یحثی المال حثیا ولا یعدہ عدا رواہ مسلم **ف**

جو شخص حضرت اقدس مرزا صاحب کے پاس چند روز رہا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جہاں اور روپیہ اونکی یہاں مریداں وغیرہ سے اور نیز خور و نوش مسافرین پر خرچ ہوتا ہے یا دیگر تائید اسلام طبع کتب وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہے اوس کا کوئی حساب وکتاب

عہ اور حضرت جابر سے روایت ہے کہا اونہوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہوویگا آخر زمانہ میں خلیفہ کہ تقسیم کریگا مال کو اور شمار نہ کریگا یعنے حساب و کتاب اوسکا نہ رکھے گا اور دوسری روایت میں ہے ہوویگا میری امت کے اخیر میں ایک خلیفہ جو مال کو لپ بھر بھر کر دیگا اور شمار نہ کریگا اوسکو حساب کتاب کر کر روایت کیا اسکو مسلم نے

نسبت آمدنی و صرف کے نہیں لکھا جاتا ہے مدت سات سال سے یہ عاجز دیکھ رہا ہے
کہ قریب سات آٹھ سو روپیہ کے ماہوار خرچ ہوجاتا ہے لیکن حساب و کتاب آج تک
نہیں لکھا گیا اور نہ زبانی کوئی حساب کیا گیا علاوہ یہ کہ حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے
والمراد بالخلیفۃ المھدی ع ۲ ویحتمل ان یکون غیرہ لمعات قولہ
ولایعدہ عدا اشارۃ الیٰ قوۃ سخائہ پس اس حدیث کے کامل مصداق حضرت
اقدس ہیں والحمد للہ

# حدیث سی و سوم

عن ابن مسعود لاتقوم الساعۃ حتی لایحج البیت رواہ ابو یعلی والحاکم
ھکذا فی منتخب کنز العمال صہ ۱۳ جلد ۶ ف بعض روایات کعب میں جو وارد ہوا ہے
کہ کعبۃ اللہ شریف کا ہدم زمانہ عیسےٰ موعود میں واقع ہوگا سو یہہ امر صحیح نہیں ہے اولاً تو
مخالف ہے آیت اولم یروا انا جعلنا حرما اٰمنا کے ثانیاً مخالف ہے الم
ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل ترمیھم
بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول کے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو
مکہ معظمہ سے روک دیا جو کہ یہہ وقت وہ قبلہ بھی مسلمانوں کا ہو چکا تو حضرت عیسےٰ موعود کیوقت
میں وہ کیونکر منہدم ہوجاوے گا ثالثاً یہ کہ تمام روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ زمانہ
عیسےٰ علیہ السلام کا سلامت و خیر و برکت و امن والا ہوگا اور حج کرنا ایک رکن ہے ارکان
دین اسلام سے پھر جب تک اسلام باقی ہے یہ رکن اسلام بھی باقی رہیگا پھر ایسا غیر مامون
زمانہ جس میں کعبۃ اللہ شریف بھی منہدم ہوجاوے کیونکر عیسےٰ موعود کیوقت میں آسکتا
ہے ہاں ان روایات کا مصداق (جو صحیحین وغیرہ میں مندرج ہیں۔ یخرب الکعبۃ ذو السویقتین
من الحبشۃ وغیرہ۔ اگر عین متصل قیامت کے واقع ہو تو ممکن ہے) لیکن اس حدیث

ع ۲ اور مراد اس خلیفہ سے مہدی ہے اور احتمال ہے کہ یہ خلیفہ غیر مہدی ہو ۱۲ لمعات علیہ اور نہ گنیگا اوسکو گنتا اسمیں اشارہ ہے اسکی سخاوت کیطرف
توی ہونیکے ۱۲ ع ۳ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک حج نہ کیا جاوے روایت کیا اسکو ابو یعلیٰ نے اور حاکم نے اسیطرح ہے کنز العمال منتخب

مذکورہ کا مصداق واقع ہو چکا چنانچہ بلحاظ اخبارات سے اور نیز شہرت عامہ سے ثابت ہے
کہ حضرت سلطان روم بھی دول یورپ کے ساتھ ساتھ متفق ہو کر ہر ملک و بلاد کے
حجاج کو روک دینے پر رضامند ہو گئے تھے امیر کابل شاہ ایران خدیو مصر سلطان شام
وغیرہم نے اپنی اپنی ملک کے حجاج کو روک دیا اور بڑے بڑے ڈاکٹر اور فلاسفر طاعون
طاعون مقرر کرنے کو مقرر ہوئے غرضکہ لایحج البیت کا مصداق پورا واقع ہو چکا اور
اسیقدر روک ٹوک اتنک نسبت مرض طاعون کے واقع ہو رہی ہے اور اغلب ہے
کہ مراد کعب احبار کی انہ یقع فی زمن عیسے سے اسی حدیث مذکورہ کا مصداق زمانہ
عیسی میں واقع ہونا مطلوب تھا جسکو بعض شراح نے سمجھا کہ ہدم کعبہ زمانہ عیسی موعود میں ہوگا
وھو غلط فاحش کما مر

## حدیث سی و چہارم

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تتبع الدجال من امتی سبعون الفا علیہم السیجان رواہ فی شرح السنۃ
**مولانا عبد العلی** صاحب بحر العلوم اپنے رسالہ **اشراط الساعۃ** مسمے فتح الرحمن
باب مہدی میں ارشاد فرماتے ہیں و روایت کردہ است محی السنۃ از ابی سعید خدری
کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تابع خواہند گشت دجال را از امت من ہفتاد ہزار کس
کہ باشد بر ایشاں سیجان و سیجان جمع ساج است طیلسان سبز را گویند بدانکہ ظاہر آنست
کہ تابع شوند دجال را از امت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کہ محروم باشند از اتباع مہدی
و اکثر انہا از روافض خواہند بود و خروج دجال با تباع خود از خراسان نیز شاہد باشد
از برائے آنکہ انہا در امام مہدی چیزہا اختراع کردہ اند و بہتان بستہ اند چوں امور مخترعہ
در مہدی نخواہند یافت تابع بدل نخواہند شد و از غوایت خود ہا تابع دجال خواہند شد

عله یعنے بہ تحقیق رکاوٹ حج کی واقع ہوگی زمانہ مسیح موعود میں ۳۴ یعنے حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے
کہ کہا انہوں نے تابع ہو جاوینگی دجال کے میری امت میں سے ستر ہزار ایسے آدمی جنکی پوشاک بڑے لمبے لمبے سبز کپڑے
ہونگے روایت کیا اسکو محی السنۃ نے

واللہ اعلم **اقول** وقت جنگ مقدس اول سے جنگ مقدس ثانی تک جو نظر کیجاوے تو پیشین گوئی مندرجہ حدیث کا صدق بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ہزار ہا مسلمان و علماء شیخ پھرنے والے امت محمدیہ میں سے دجالین نصاری کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس جنگ مقدس میں دجالین نصاری کو سچا قرار دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کو جو اسلام کی تائید و نصرت میں ہمہ تن مستعد ہیں اور تائیدات سماوی اور نشانات آلہی کو بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں برابر اور متواتر صادر ہوتے چلے جاتے ہیں اون سب کی تکذیب ہمراہ نصاری کے کرتے ہیں اور دجالین نصاری کی تصدیق کرتے ہیں دیکھو مثل مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک کو جو کتاب البریت میں شایع ہوئی ہے اور مراد عدد سبعین الفا سے کثرت ہے نہ خاص عدد معین اور اگر عدد معین بھی مراد لیا جاوے تو مجھکو امید ہے کہ بعد مردم شماری کے یہ عدد بھی پورا ہو جاوے گا اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم

## حدیث سی و پنجم

واخرج نعیم بن حماد عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المھدی رجل من عترتی یقاتل علی سنتی کما قاتلت انا علی الوحی ھکذا فی حجج الکرامۃ

**ف** یہ مقاتلہ سنت رسول اللہ صلعم پر علماء اور فقہاء سے کامل طور پر ہو چکا دیکھو **محمد حسین** بٹالوی کا کفر نامہ اور مجادلات و مکابرات علماء ہند اور فقہاء زمانہ کے جن کی وجہ سے بھائی بھائی سے اور باپ بیٹے سے اور احباب احباب سے جدا ہو گئے اور ہند میں ایک شور قیامت بٹالوی کیطرف سے برپا ہوا ایسے فتنہ تکفیر کا کسی پہلی تاریخ میں پتہ نہیں ملتا ہے کتب ورسائل اشراط الساعۃ میں اس

عله یا اللہ تو نصرت کر اوس شخص کی جو نصرت کر رہا ہے دین محمد صلعم کی اور کر تو ہمکو اونمیں سے اور رسوا کر اوس شخص کو جو رسوا کرنا چاہتا ہے دین محمد صلعم کی اور مت کر تو ہمکو اون میں سے ۱۲ منہ عله۲ روایت کیا ہے نعیم بن حماد نے حضرت علی رضہ سے اور انہوں نے روایت کیا نبی صلعم سے کہ فرمایا آپنے مہدی ایک آدمی ہے میری قوم سے لڑائی جھگڑا کریگا تیری سنت پر جیسا کہ میں نے لڑائی کی (یعنی اوائل میں) وحی پر از حجج الکرامۃ ۱۲ منہ

فتنہ تکفیر کو بذمانہ مہدی بہ تفصیل تمام بیان کیا ہے بلکہ حضرت ابن عربی نے
کتاب مستطاب فتوحات میں اور نیز دیگر اپنی کتب میں بہت شرح اور بسط سے اس قصہ
تکفیر مہدی کو لکھا ہے اگر فتوحات میسر نہ ہو تو دیکھو دراسات اللبیب کو اور نہ کتاب حجج الکرامہ
کو ہی دیکھو اور پھر نظر ثانی کرو تکفیر شیخ بٹالوی اور دیگر فقہا و علماء ہندوستان پر
جو لوگ لفظ عترۃ سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا یہ استدلال اونکا
ناتمام ہے کیونکہ لفظ عترۃ کا عام ہے نسل اور غیر نسل دونونکو شامل ہے دیکھو کتب لغات
کو مختار الصحاح میں لکھا ہے عترۃ الرجل نسلہ و رھطہ الادنون[1] یعنے عترت
رجل کی جو لوگ اوس کی اولاد اور نسل سے ہوں اور نیز وہ قوم جو اُس سے قریب تر ہوں
یا اللہ تو اس خاکپائے عترہ رسول مقبول کو مصداق اوس سید آل رسول کا گردان دے
جو اس مسیح موعود نے اپنی رویائے صادقہ میں دیکھا ہے۔ ناظرین سے بھی اس دُعا کی
درخواست کرتا ہوں کہ میرے حق میں یہ دُعا کریں اور وہ رویا حضرت اقدس ذیل میں لکھی
جاتی ہے **براہین احمدیہ** جلد سوم مطبوعہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۲۵۲

اب ایک چوتھی رویا بھی آپکی تسلی کامل کیلئے بیان کرتا ہوں تخمینا دس برس کا عرصہ ہوا ہے
جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ
ایک ہی برتن میں کھانا کھایا اور کھانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلف اور با محبت
تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست
ہوتے ہیں اور بعد اوس کے اُسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھ رہا ہے
میں اور مسیح اور ایک کامل اور مکمل سید آل رسول دالان میں خوشدلی سے ایک عرصہ تک
کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اوسمیں بعض افراد خاصہ
امت محمدیہ کے نام لکھی ہوئی ہیں اور حضرت خداوند تعالے کیطرف سے اُنکی کچھ تعریفیں
لکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ سید صاحب نے اُس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم

[1] یعنے عترت آدمی کی جو اوس کی نسل ہو اور اُسکی قوم جو اس سے قریب زیادہ ہوں ۱۲

ہوتا تھا۔ کہ وُہ مسیح کو امت محمدیہ کے اُون مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ اُونکے لئے مقرر ہیں اور اُسکاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالےٰ کی طرف سے تھی سو جب پڑہتے پڑہتے وُہ کاغذ آخیر تک پونہچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جس میں حضرت احدیت جل شانہ کیطرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی ھو منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فکاد ان یعرف بین الناس یعنے وُہ مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید وتفرید سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جاویگا یہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی القا ہوا چونکہ مجھکو اس روحانی علم کی اشاعت کا ابتدا سے شوق ہے اس لئے یہ خواب اور یہ القا کئی مسلمانوں اور کئی ہندوں کو جو ابتک قادیاں میں موجود ہیں اسیوقت تبلایا گیا۔ اب دیکھئے کہ یہ خواب اور یہ الہام بھی کسقدر عظیم الشان اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور گو ابھی تک یہ پیش گوئی کامل طور پر پوری نہیں ہوئی مگر اُسکا اپنے وقت پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہئے کیونکہ خدا کے وعدوں میں ممکن نہیں کہ تخلف ہووے۔ اور اسی طرح پر لفظ یقاتل اور قاتلت سے لڑائی اور حرب کا سمجہنا بھی ہر جگہہ پر صحیح نہیں ہے دیکھو مسلم کی حدیث کو عن[1] جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ قال فینزل عیسے بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ۔

اس حدیث میں جو فرمایا گیا کہ ہمیشہ ہمیشہ مری امت میں سے ایک گروہ دین حق اسلام پر لڑائی کرتا رہیگا اور ہمیشہ وہ غالب بھی رہیگا قیامت تک یہ لڑائی اور غلبہ اُسکو حاصل رہے گا۔ اُس کو اگر سیفی لڑائی پر حمل کیا جاوے تو پیشین گوئی غلط ہوئی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ امر کل قرنوں میں ہرگز نہیں ہوا کہ سیفی لڑائی میں اہل اسلام

[1] حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے امر حق پر جھگڑتا رہیگا اور قیامت تک ہمیشہ غالب رہیگا آخر میں فرمایا کہ پھر عیلیے سو عود اوترینگے تب اُن دن میں جو امیر ہوگا کہیگا کہ آپ نماز پڑہائیں تب آپ جواب دوینگے کہ نہیں تحقیق بعض تمہارا بعض پر امیر ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے اس امت کو اکرام ہے ۱۲ منہ مطلب یہ ہے کہ مجھکو امامت کرنا نہ

کو غلبہ ہی ہوا ہو یا ہر ایک زمانہ میں اہل اسلام کا کوئی طائفہ قتال سیفی ہی کرتا رہا ہو اور یہ
امر عقلاً بھی ممکن نہیں ہے ہاں حجت اور برہان سے اسلام غیر اسلام پر ہمیشہ غالب رہا اور
غالب رہتا ہے اور قیامت تک غالب رہیگا والحمد للہ علی ہذا الاظہار والغلبہ

## حدیث سی و ششم

لا تقوم الساعة حتی تخرج نار من رکوبة تضئ اعناق الابل ببصری رواہ
ابو عوانہ عن ابی الطفیل عن حذیفہ بن اسید - نہیں قائم ہوگی قیامت
جب تک کہ ظاہر ہو لے سواری میں سے آگ کہ روشن کر دے اعناق الابل کو بصری
میں جو ایک قریہ ہے ملک شام میں ف شارحین حدیث اعناق الابل کے اس
حدیث میں آنحضرت صلعم نے ریل گاڑی اور دخانی جہاز کی نسبت پیشین گوئی فرمائی ہے
کہ قریب قیامت کے ایک ایسی سواری نکلے گی جسکی رفتار بعلت آگ کے سبب
ہوگی اور بعض احادیث صحیحہ میں جو دجال کے بارے میں ہیں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ
معہ ماء و نار یہاں پر علت رفتار کے دونوں جزونکو بیان فرمایا ہے - چونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام کلمات جامعہ پر مشتمل ہوتا ہے لہذا اس جملہ معہ
ماء و نار میں کلیتاً احوال دجال بیان فرمایا کہ جملہ کارخانہ کلوں وغیرہ کا جو دجال کے
ساتھ ہوگا وہ سب پانی اور آگ سے ہی ہوگا دیکھو تمام کلوں کے کارخانوں کو کہ آگ
اور پانی سے کوئی کارخانہ خالی نہیں ہے - چونکہ ریل گاڑی میں ہر وقت آگ کا مشاہدہ
ہر ایک شخص کو ہوتا رہتا ہے اور اسکی حالت رفتار میں ہر وقت دھواں نکلتا رہتا ہے
جو دلیل ہے آگ پر لہذا صرف ایک سبب اعظم آگ کو ہی قرار دیا کیونکہ ظہور اور خروج صرف
آگ کا ہی ریل میں مشاہدہ ہوتا ہے - اور بصری ایک موضع ہے مواضعات ملک شام سے اشارہ
ہوتا ہے کہ ملک شام میں ایک سواری سے آگ نکلیگی یعنے ریل گاڑی یا دخانی جہاز وہاں پر جاری

عـہ فتوحات کے باب ۳۶۶ میں مہدی کی تلوار صدق کو قرار دیا ہے وھو ھذا یہ جان لیں کہ صدق اور راستی
زمین میں خدا کی ایک تلوار ہے جو کوئی اس تلوار کو لیکر کھڑا ہوگا اور وصف کے ساتھ متصف ہوگا اللہ تعالی اسکی مدد
کریگا کیونکہ صدق خدا کی ایک صفت [illegible]

ہوں گے اور روشنی اوس آگ کی اونٹ کی گردنوں تک پہنچی ہوگی جس سے وہ روشن ہو جاینگی یا چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ملک شام کی جن کا نام اعناق الابل ہے اُس آگ کی روشنی سے روشن ہونگے چنانچہ یہ پیشین گوئی واقع ہو چکی ملک شام میں ریلوے بھی جاری ہے اور جو خلیج یا دریا ملک شام کے متعلق ہیں اون میں دخانی جہاز بھی چل رہے ہیں اور رات کو ریل کی آگ سے روشنی بھی ہوجاتی ہے۔ دیکھو جغرافیہ اور نقشجات ملک شام کو اور پھر وقتاً فوقتاً اس آگ گاڑی کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے اب واضح ہو کہ چونکہ اس حدیث میں آگ مقید ہے اس قید کے ساتھ کہ ایک سواری سے نکلیگی لھذا جس حدیث میں مطلق آگ کا ذکر فرمایا گیا ہے اوس سے مراد وہی مقید آگ ہے کیونکہ قاعدہ علم اصول کا ہے کہ مطلق مقید پر محمول ہوا کرتا ہے جیسا کہ دخانی جہاز کو بھی دخانی کہتے ہیں کیونکہ دخان اوس سے ہر وقت مشاہد ہوتا رہتا ہے حالانکہ اوسکی کل بھی پانی اور آگ سے خالی نہیں مگر صرف دخان کیطرف منسوب کیا گیا ہے اور احادیث میں اکثر امور متعلق ریل اور دخانی جہاز کے نار کیطرف نسبت کئے گئے ہیں اور ریل کو آگ گاڑی بھی اکثر لوگ بولتے ہیں کیونکہ نار ہی اس کل کیلئے ایک جزو اعظم ہے اور وہی ہر وقت مشاہد ہوتی ہے دیکھو احادیث ذیل کو۔

## حدیث سی ہفتم

عن رافع بن بشر السلمی عن ابیہ یوشك ان تخرج نار من حبس سیل تسیر سیر مطیئة الابل تسیر بالنہار وتقیم باللیل تغدو وتروح یقال غدت النار ایہا الناس فغدوا قالت النار ایہا الناس فقیلوا راحت النار ایہا الناس فروحوا من ادرکتہ اکلتہ رواہ احمد وابو یعلی والبغوی والباوردی وابن قانع وابن حبان والطبرانی والحاکم وابو نعیم والبیہقی کذا فی منتخب کنز العمال فی شرائط الساعۃ الکبری بعد باب المہدی

ے المطلوع المدنی الیسیر ۱۲ منہ

قریب ہے یہ کہ ظاہر ہوویگی ایک اگ رواں چیز یعنے مثلاً پانی کے روکنے سے چلیگی اونٹ کا سا مٹکا کرچلنا دن کو ہے چلیگی اور رات کو ٹھہرا دیویگی صبح کو بھی چلیگی اور شام کو بھی چلیگی یعنے ہر وقت چلے گی اور پکارا جاویگا کہ صبح کو چلے اے لوگو تم بھی صبح کو چلو دوپہر کو چلی تم بھی اے لوگو دوپہر کو چلو شام کو چلی اے لوگو تم بھی شام کو چلو جس شخص کو وہ گھیر لیویگی کھا جاوے گی روایت کیا اوسکو احمد۔ ابو یعلی بغوی باوردی ابن قانع ابن حبان طبرانی حاکم ابو نعیم بیہقی نے اسی طرح ہی منتخب کنز العمال میں **ف** اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخبر صادق نے کل نقشہ واقعات ریل کا کھینچکر بتلا دیا ہے اولاً فرمایا کہ پانی کے روکنے سے یہ اگ گاڑی طیار ہوگی دوسرے اس کی چال کی ہیئت اور صورت کا پتا دیا کہ ایک ناز اور تبختر کے ساتھ مثل رفتار اونٹ کے خراماں اسکی چال ہوگی تیسرے فرمایا کہ تمام دن چلیگی اور حسب خواہش رات کو مسافرین کو ٹھہرا بھی دیویگی چوتھے جو آوازیں اسٹیشنوں پر بطور منادی کے صبح دوپہر اور شام کو دیجاتی ہیں وہ بھی واضح طور پر بیان فرمادیں اور باعتبار اکثر ٹائم اوسکے چلنے کے تینوں وقت ارشاد فرمادئیے پانچویں یہ بھی فرمادیا کہ جسکو یہ اگ یعنے گاڑی گھیر لیوے گی اوسکو فوراً کھا جاویگی چنانچہ یہ وارداتیں بھی ریل پر اکثر ہوتے رہتے ہیں اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ جسکو گاڑی نے پالیا اوسکو جھٹ اپنے اندر بٹھالیا یہی اوسکا کھالینا ہے۔ اور یہ جملہ امور جو اگ کیطرف نسبت کئے گئے اوسکی وجہ یہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ آگ ہی اس گاڑی کی رفتار کا بڑا اعظم سبب ہے جیسا کہ دیسی گاڑی کی بیلوں یا گھوڑوں کی طرف تمام اعمال و افعال سیر وغیرہ کے نسبت کئے جاتے ہیں اور گاڑی کیطرف بھی نسبت کئے جاتے ہیں *

## حدیث سی و ہشتم

لتقصدن نکو نارھی الیوم خامدۃ فی واد یقال لہ برھوت یغشی الناس

علہ المقصد اتیان لغشی ۱۲

فیہما عذاب الیم تاکل الانفس والاموال تدور الدنیا کلہا فی ثمانیۃ ایام تطیر طیر الریح والسحاب حرھا باللیل اشد من حرھا بالنہار ولہا بین السماء والارض دوی کدوی الرعد القاصف ھی من رؤس الخلائق ادنی من العرش قیل یارسول اللہ اسلیمۃ ھی یومئذ علی المومنین والمومنات قال واین المومنون والمومنات یومئذ ھم شر من الحمر یتسافدون کما تتسافد البہائم ولیس فیہم رجل یقول مہ مہ - رواہ الطبرانی وابن عساکر عن حذیفۃ بن الیمان - البتہ البتہ آویگی تمھاری پاس ایک آگ کہ وہ آجکے دن وادی برہوت (یعنے بیروت) میں دبی بجھی پڑی ہوئی ہے تمام لوگوں کو ڈھک لیویگی (یعنے اس میں سب لوگ مبتلا ہوجاویں گے) اور اُس میں تکالیف اور عذاب دردناک بھی ہوویں گے کھالیویگی جانونکو اور مالونکو (یعنے بہت سی جانیں اوس میں تلف ہوویں گی جیساکہ واردات ریلوے سے ظاہر ہے اور ہوسکتا ہے کہ کھالینے سے مراد اندر بیٹھالینے سے ہو اور صرف اموال تو اس میں ظاہر ہے کہ لاکھوں روپیہ اُسکی طیاری میں صرف ہوتا ہے اور لاکھوں ہی روپیہ اُسکے کرایہ میں لیاجاتا ہے پس کروڑہا روپیہ کھاتی چلی جاتی ہے - دور کرلیویگی تمام دُنیا میں اندر میعاد آٹھ دن کے (اگرچہ اسوقت تک رفتار ریلوی ایسی تیز نہیں ہوئی کہ محیط کرہ ارض جو چوبیس ہزار ۲۴۰۰۰ میل ہے یہ گاڑی آٹھ دن میں طے کرلیوے مگر روز بروز ترقی کارخانے ریلوے کی کہہ رہی ہے کہ اُس کی رفتار ایسی ہی تیز ہوجاوے گی کہ اندر میعاد آٹھ دن کے چوبیس ہزار میل طے کرسکے) ہوا اور بادل کی طرح اوڑیگی (یہ ظاہر ہے) گرمی اُسکی رات میں سخت تر ہوگی دنکی گرمی سے (وجہ یہ ہے کہ اول تو رات کو تمام گاڑیوں میں لیمپ روشن کیئے جاتے ہیں - جن کی وجہ سے کہہ سکتی ہیں کہ حرارت اُسکی رات میں اشد ہے دنکی حرارت سے دوسرے یہ کہ قواعد انجن کے بھی مقتضی ہیں ارسکی رات میں حرارت انجن کی

علہ یہ اشارہ ہے کوئلونکی کان کیطرف ۱۲ منہ

کسی قدر زیادہ تیز کیجاوے) اور اُسکی لئے مثل کڑک رعد کے ایک گونجنے والی آواز ہوگی
جو آسمان اور زمین کے درمیان گونجے گی اور وُہ آگ چھت سے زیادہ تر قریب ہوگی تمام
خلایق کے سروں سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ وُہ آگ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر
کیا سو جب سلامتی ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ اوسدن مومنین اور مومنات کہاں ہونگے وُہ تو
گدھوں سے بھی زیادہ بدتر ہونگے یعنے مومنین کاملین اوس روز کہاں رہیں گے یہ ایسا محاورہ
ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو
مومن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن ولا ینتھب نھبۃ یرفع
الناس الیہ فیہا ابصارھم حین ینتھبہا وھو مومن ولا یغل احدکم حین
یغل وھو مومن فایاکم ایاکم متفق علیہ اب آگے مومنوں کے مومن باقی نہ رہنے
کا سبب ارشاد ہوتا ہے) کہ وہ ریل والے افعال واعمال زنا کے بےشرمی سے ارتکاب
کرینگے جیسا کہ چوپائے اور بھایم ارتکاب کرتے ہیں اور کوئی آدمی اونہیں ایسا بھی نہ ہوگا
جو روک ٹوک ایسے اعمال کی کرتا ہو۔ **ف** سبحان اللہ یہ پیشین گوئی مخبر صادق کی کیسی
ہو بہو صادق آئی ہے۔ جو لوگ سفر ریل کرتے ہیں انکو معلوم ہوا ہوگا کہ ہزارہا اور لاکھوکھا
مسافرین غیر ہندوستان ایشیا یورپ وغیرہ میں ایسے ہی اعمال بےشرمی کے مرتکب ہوتے ہیں
جس طرح پر کہ بھایم ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا **حدیث سی**
**ونہم** ابو داود قصی کی حدیث میں اس آگ کی صفت یوں بھی وارد ہوئی ہے تبعث نار علی
اھل المشرق تحشرھم الی المغرب تبیت معھم حیث باتوا وتقیل معھم حیث
قالوا یکون لھا ما سقط منھم وتخلف تسوقھم سوق الجمل الکبیر دواہ الدار قطنی
فی الافراد۔ یعنے بھیجی جاویگی ایک آگ مشرقی لوگوں پر جو انکو جمع کرکے لیجاویگی طرف مغرب
کے رات کو مسافرین کے ساتھ رہیگی جہاں پر وہ رہیں گے اور دوپہر کو اُنکے ساتھ رہیگی جسجگہ پر وہ

عـلـہ حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زنا نہیں کرتا ہے زانی اُس
حال میں کہ مومن ہو اور چوری نہیں کرتا ہے وہ اس حال میں کہ مومن ہو اور شراب نہیں پیتا ہے اوس حال میں کہ مومن ہو اور
غارت گری نہیں کرتا ہے ایسی غارت گ[illegible]

دوپہر میں ٹھہریگی جو چیز اوس میں سے گرجاویگی اس کو وہ منگالیویگی (یہ تار برقی کیطرف اشارہ
ہے جو مقدمہ ہے ریل کا یعنے جو شئے کسی اسٹیشن پر رہجاتی ہے اسکو بذریعہ تار کے طلب کر لیتے
ہیں) اور مشرق سے مغرب کیطرف کو جمع کرکے لیجانا بھی ظاہر ہے کیونکہ ہندوستان میں
مثلاً ریلوے اولاً مشرقی سمت کلکتہ سے جاری ہوئی ہے اور پھر سمت مشرق سے مغرب
کیطرف پشاور وغیرہ کو مسافرین کا مجموعہ لیجاتی ہے بدیں لحاظ فرمایا گیا کہ تحشرھم الی
المغرب اگرچہ مغرب سے مشرق کیطرف کو بھی لیجاتی ہے۔ مگر بلحاظ اوسکے مبدا کے کہ مشرق
ہے اسکی روانگی کا اعتبار کیا گیا[۴] اور بعض احادیث میں اسی گاڑیکو باعتبار خوبصورتی کے
حمار اقمر[۱] بھی فرمایا گیا ہے اور اسی ریل کے احوال میں فرمایا گیا ہے۔ ویترک القلاص[۲]
فلا یسعی علیھا اور چونکہ خشکی سے نہایت جلد سمندروں میں پونچا دیتی ہے لہذا فرمایا
گیا دریح تلقی[۳] الناس فی البحر رواہ مسلم اور اس سواری کا طول بھی ارشاد فرمایا گیا
کہ مابین اذنیہ سبعون باعا رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور
یعنے مابین دونوں کانوں اوسکے کے ستر باع کا فاصلہ ہوگا روایت کیا اسکو بیہقی نے
کتاب بعث ونشور میں۔ اکثر گاڑیونکو دیکھا گیا کہ ستر باع کی ہوتی ہیں اور دونوں کان
اوسکے وہی ہیں کہ انجن پر ڈریور[۴] اور پچھلی گاڑی میں گاڈ[۵] ہوتا ہے جو باہم ایکدوسرے کی
خبر رکھتے ہیں کہیں فرمایا گیا کہ کالغیث[۶] استدبرتہ الریح اور کہیں فرمایا گیا یخرج[۷]
الدجال معہ نھر وماء کیونکہ ریل میں جو پانی ہوتا ہے وہ بذریعہ نبع کے ہر گاڑی
اعلیٰ درجہ کی میں پونچایا جاتا ہے اور نبع کا بمنزلہ نہر کے ہونا ظاہر ہے غرضکہ اس
ریلویکے صفات اور واقعات احادیث صحیحہ میں اسقدر کثرت سے مذکور ہیں کہ
اگر اون سبکو جمع کیا جاوے تو ایک دفتر طویل مولف ہو جاوے۔ اور واضح ہو
کہ جس طرح پر ہماری زبان اردو میں افعال کی اسناد بطور مجاز فی الاسناد کے مستعمل
ہوتی ہے مثلاً کبھی ہم کہتے ہیں کہ ہم کلکتہ سے چلکر لاہور پونچے اور کبھی کہا جاتا ہے

۴ اور نیز کل اموال ملک مشرق یعنے ہندوستان کا مغرب کو لیجانا بھی واضح ہے

عـہ۱ گدہا خوبصورت اور سپید ۱۲ عـہ۲ اور چھوڑدی جاویگی جوان اونٹنیاں دوڑ دھوپ نہ کیجاویگی اونپر ۱۲ عـہ۳
یعنے ہوا کہ ڈالدیگی لوگونکو سمندر میں ۱۲ منہ عـہ۴ یعنے گاڑیکا چلانے والا عـہ۵ گاڑی کا محافظ عـہ۶ یعنے مانند مینہ اور بادل
کے کہ جسکو ہوا لیجاوے ۱۲ منہ عـہ۷ یعنے دجال نکلیگا اوسکے ساتھ نہر ہوگی اور آگ بھی ۱۲ منہ

کہ گاڑی کلکتہ کی لاہور پونچ گئی ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح پر بعض افعال کو بطریق مجاز فی الاسناد کے کبھی دجال کیطرف نسبت کیا گیا ہے اور کبھی نار کیطرف اور کبھی ریح کیطرف

# حدیث چہلم

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لا یخرج المھدی حتی تطلع من الشمس آیۃ رواہ البیہقی ونعیم بن حماد یعنے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے نہیں ظہور کریگا مہدی یعنے غلبہ اوسکو نہو گا یہاں تک کہ ظاہر ہوگی آفتاب سے ایک نشانی روایت کیا اسکو بیہقی اور نعیم بن حماد نے **ف** مخالفین نسبت تسلیم کرنے حدیث دارقطنی مذکورہ سابقہ نمبر ۳۹ کے طرح طرح کے عذرات باردہ پیش کرتے ہیں کہ خوے بد را بہانہ بسیار لہذا حدیث دارقطنی کی تائید میں یہ دوسری حدیث بیہقی اور نعیم بن حماد کی اسواسطے دور کرنے انکے عذرات باردہ کے اتماما للحجۃ لکھی گئی یہ حدیث صحیح اسواسطے موید حدیث دارقطنی کی ہے کہ صرف چاند گہن جو رمضان ۱۳۱۱ھ میں واقع ہوا ہے وہ آئیت مہدی نہیں ہے بلکہ جب سورج گرہن بھی اوسی رمضان میں واقع ہوگیا تب آئیت ہوا اسواسطے آنحضرت صلعم نے صرف سورج گرہن کو آیت قرار دیکر فرمایا کہ لا یخرج المھدی حتی تطلع من الشمس آیۃ اور اگر یہ آئیت شمسی علیحدہ اور مستقل رکھی جاوے تو بھی یہ نشان واقع ہوچکا کیونکہ بتاریخ ۲۲ جنوری ۱۸۹۸ع ہندوستان کے بعض بلاد میں ایسا کامل سورج گرہن واقع ہوا کہ تمام آسمان تاریک ہوگیا تھا اور اس سورج گرہن کا یورپ وغیرہ تک بڑا غل وشور ہوا۔ غرضکہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود کی تصدیق ہونے کے لئے صدہا نشانات ارضی وسماوی وآیات الٰہی واقع ہو رہی ہیں علہ اگر ان سب نشانوں کو ایک جگہہ جمع کیا جاوے تو بڑے دفتر میں بھی نہ سما سکے اس رسالہ مختصرہ میں صرف ان چہل حدیث پر اختصار کیا گیا + اب واضح ہو کہ ان احادیث مندرجہ

علہ وکتبعہ ما قیل ــــ چوں مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند۔ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند۔ میدرخشم چوں قمر تابم قرص آفتاب۔ کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند + بشنوید اے طالباں کز غیب بکنند ایں ندا۔ مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند۔ صادقم واز طرف مصلح انشار ہا آمدم۔ صد در علم دینی بر رخم بکشادہ اند۔ آسمان بارد نشان الوقت

علہ نوٹ۔ ایک ایک دو دو نشان ہمارے لئے تصدیق میں کافی ہیں +

کے روایات کی جرح وتعدیل کی ہمکو کچھ ضرورت نہیں کیونکہ فرض کیا کہ کوئی حدیث باعتبار اسناد کے ضعیف بھی ہو لیکن جب کہ مضمون اوسکا منجملہ واقعات کے ہوگیا تو اب اوسکی صحت میں کیا کلام باقی رہا گو اسناد کی رو سے اوسمیں ضعف ہو اور اگر اقوال آئمہ اہل کشوف لکھی جاویں تو یہ رسالہ چہل حدیث بہت طویل ہوجاوے مگر چونکہ یہ رسالہ تتمہ ہے رسالہ اعلام الاعلام کا جو در جواب مولوی **محمد حسن** امروہوی معتقد شیخ اکبر مؤلف تفسیر غایت البرہان کے لکھا گیا ہے ۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک کشف شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا نسبت اس خلیفہ آخر الزمان کے لکھا جاوے تاکہ اونکی معتقدین پر پوری حجت ہو کیونکہ معتقدان شیخ اونکو کامل مکمل محی الملۃ والدین قطب المحققین مہبط انوار قدسیہ کاشف اسرار الہیہ خاتم الولایت اعتقاد کرتے ہیں پھر اونکے کشف کو جو واقع بھی ہوگیا ہو کیونکر تسلیم نہ کرینگے وھو ھذا **فصوص الحکم** میں آپ لکھتے ہیں وعلے قدم شیث یکون اخر مولود یولد من ھذا النوع الانسانی وھو حامل اسرارہ ولیس بعدہ ولد فی ھذا النوع فھو خاتم الاولاد وتولد معہ اخت لہ فتخرج قبلہ ویخرج بعدھا یکون راسہ عند رجلیھا ویکون مولدہ بالصین ولغتہ لغت بلدہ ویسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادۃ ویدعوھم الی اللہ فلا یجاب فاذا قبضہ اللہ وقبض مومنی زمانہ بقی من بقی مثل البھائم لا یحلون حلالا ولا یحرمون حراما فعلیھم تقوم الساعۃ انتہی **مولانا عبد العلی صاحب** بحر العلوم رسالہ اشراط الساعۃ مسمی **فتح الرحمن** میں باب مہدی معہود وعیسے موعود میں ترجمہ اس نص کا یوں تحریر فرماتے ہیں ونیز یا ید دانست کہ در فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ میفرمایند کہ در آخر زمان خواہد بود مولودے بر قدم شیث علیہ السلام وآن اخر مولود است دریں نوع انسانی وآن مولود حامل اسرار شیث علیہ السلام خواہد بود ونہ زائیدہ خواہد شد بعد ولادت ایں مولود ولدے دریں نوع انسانی پس اینمولود خاتم الولادت است وزائیدہ خواہد شد

انیمولود از بطن واحد باین نمط که خارج شود اخت قبل خروج این مولود خارج خواہد شد این مولود بعد آں اخت و خواہد بود سر این مولود نزد پائے آں اخت و خواہد شد انیمولود در چین و زبان انیمولود و لغت وے مثل زبان بلاد وے خواہد بود و سرائیت خواہد کرد بعد ولادت این مولود عقم در ہمہ مرد و زن پس کثیر خواہد شد نکاح بے ولادت دعوت خواہد کرد انیمولود قوم خود را بہ سوئے اللہ تعالیٰ پس فرمانبردار نشوند این قوم این مولود را و قبول دعوت وے نکنند پس وقتیکہ قبض کند اللہ تعالیٰ انیمولود را و قبض کند مومنان را کہ در زمان وے باشند باقی مانند کسانیکہ مثل بہائم اند کہ عقل معاد ندارند گویا انہا حیوان اند بصورت انسان نہ حلال را حلال دانند و نہ حرام را حرام دانند و عمل کنند موافق شہوت و خواہش چنیں شہوت کہ خالی است از مقتضائے عقل و شرع پس بر انہا قائم شود قیامت و خراب گردد دنیا و انتقال کند عمارت بسوئے آخرت انتہی کلام الشیخ قدس سرہ۔ **واضح** ہو کہ کتاب فصوص الحکم کی نسبت جو شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کی کتب میں سے آخری کتاب ہے خود شیخ اکبر دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں اما بعد فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مبشرۃ اریتہا فی العشر الاخر من المحرم سنۃ سبع وعشرین وستمائۃ (۶۲۷) بمحروسۃ دمشق وبیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب فقال لی ھذا کتاب فصوص الحکم خذ واخرج بہ الی الناس ینتفعون بہ فقلت السمع والطاعۃ للہ ولرسولہ واولی الامر منا۔

لہٰذا معتقدین شیخ علیہ الرحمۃ پر واجب اور ضروری ہے کہ مصداق اور مقتضا اور مراد اس کشف کو تصدیق و تسلیم کریں کیونکہ شیخ نے خود اُسکے تصدیق کی نسبت امیر رسول کریمؐ کو تصدیق اور تسلیم کیا ہے۔ اب واضح ہو کہ اقوال شراح کے درباره مصداق اس کشف کے مختلف ہیں۔ کوئی مہدی کو اور کوئی غیر مہدی معہود کو مصداق اس کشف کا قرار دیتا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ زمانہ مسیح بن مریم میں ہی یہ خلیفۃ اللہ ہوگا لیکن حضرت

عـلـه اما بعد حمد و نعت کے پس تحقیق خواب میں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو منجملہ مبشرات کے تھے ماہ محرم الحرام ۶۲۷ھ میں یہ بشرہ مجھکو شہر محروسہ دمشق میں ہوا اور آنحضرت صلعم کے دست مبارک میں ایک کتاب تھی پس آپ نے فرمایا یہ کتاب فصوص الحکم ہے اسکو لو تم اور ظاہر کرو اسکو تمام آدمیوں میں کہ نفع پاویں گے وہ اس سے

عیسےٰ موعود ہی کے زمانہ میں فوت ہو جائیگا کیونکہ شیخ کے نزدیک حضرت عیسے بالضرور
خاتم الولایت ہیں اگر وہ فوت نہ ہو تو پھر حضرت عیسے کیونکر خاتم الولایت ہو سکیں چنانچہ شراح فصوص کے
خیال میں مہدی اور مسیح دو شخص ہیں اس توجیہ پر بڑے اشکالات بھی اونپر وارد ہوتے ہیں جسکا دفع وہ نہیں
کر سکے اشکالات یہ ہیں کہ اگر یہ خاتم الاولاد جو خاتم الولائیت ہے مہدی قرار دیا جاوے
تو لازم آتا ہے کہ مسیح موعود کے اولاد نہ ہو حالانکہ احادیث سے مسیح موعود کے لئے
اولاد کا ہونا ثابت جو عظیم الشان ہوگی اور اگر مصداق اس کشف کا مسیح موعود کو قرار دیا
جاوے تو اسکا تولد بطریق توام کے ہونا چہ معنے وارد کیونکہ شراح کے خیال میں تو وہی
مسیح نازل ہوگا جو نبی بنی اسرائیلی تھا اور اگر بعد مہدی و مسیح کے کسی دوسرے کو خاتم الاولاد
اور خاتم الولائیت مانا جاوے تو شیخ کے اعتقاد راسخ کے بالکل خلاف ہے کیونکہ شیخ
متعدد جگہہ اپنا اعتقاد تحریر فرماتے ہیں کہ خاتم الولائیت عیسے موعود ہیں غرضکہ ان اشکالوں کا
جواب شافی کوئی شارح نہیں دیتا تاویلات بارد اپنی قیاسوں کے بموجب کرتے ہیں
لیکن بحول وقوتہ میں کہتا ہوں کہ یہ کشف شیخ علیہ الرحمۃ کا ایسے صاف طور پر پورا ہو گیا
کہ اسمیں کسی طرح کا خرخشہ اور غبار باقی نہیں رہا ہے چنانچہ نہایت اختصار سے شرح
اوسکی یہ ہے کہ اپنے محل پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عیسے علیہ السلام نبی اسرائیلی فوت ہو چکے
اور یہ امر بھی اعلیٰ ترین ثبوت کو پہنچ چکا کہ مہدی اور عیسےٰ دو شخص نہیں ہیں ایک ہی
شخص ہے جس میں دونوں شانیں ہیں ان دونوں امر ونکو یا تو تسلیم کر لو ورنہ ادلہ قطعیہ
اسکے رسائل مؤلفہ میں دیکھو بعد اسکے اب سنو کہ یہ کشف شیخ کا جو چھ سو اٹھاسی ۶۸۸ برس کا
ہے پورے طور پر اس آخر زمان چودہویں صدی کے خلیفۃ اللہ پر صادق آگیا بیان اوسکا
یہ ہے کہ چونکہ زمانہ دوری ہے چنانچہ دن ہوتا ہے پھر رات آتی ہے پھر دن نکل آتا ہے
موسم گرمی ہوتا ہے پھر جاڑا آتا ہے پھر موسم گرمی لوٹ آتا ہے اسی طرح موسم بہار و خزاں
ہمیشہ اپنا دورہ کرتے رہتے ہیں دیکھو محیط دائرہ کو جس نقطہ سے شروع ہوگا اسی نقطہ پر

جاکر ختم ہو جائیگا یہی معنے ہیں اوس مثل مشہور کے کہ اول بآخر نسبتے دارد۔ پس جسطرح
سے یہ دورہ جات موسم بہار وخزان کے سلسلہ جسمانی میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ شیخ
کے نزدیک اسیطرح پر سلسلہ روحانی میں بھی دور جاری ہے یہ مذہب شیخ کا کتاب وسنت سے
بھی مستنبط ہے حدیث ان اللہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة[1]
من یجدد لها دینها سے بھی یہہ دور مستنبط ہوتا ہے۔ لہذا شیخ فرماتے ہیں کہ جس
طرح پر حضرت شیث علی نبینا وعلیہ السلام سلسلہ بنی آدم میں ایسا اول مولود ہیں جو
محل قابل عطایائے وھبیہ اور تجلیات الٓہیہ کے تھے آخر زمانہ میں بھی ایک ایسا آخر
مولود ہونا چاہیئے جو حضرت شیث کے قدم پر ہو چنانچہ فرماتے ہیں وعلے قدم
شیث یکون آخر مولود یولد من هذا النوع الانسانی وهو حامل اسرارہ
اور حضرت شیث چونکہ اول مولود تھے لہذا انکی ولادت اس شان سے ہوئی کہ بطن حضرت
حوا سے جو توام پیدا ہوئے تھے اول وہ ظاہر ہوئے بعدہ اونکی بہن پیدا ہوئیں تاکہ اول
مولود کہلاویں تو آخر دائرہ زمانہ میں جو شخص قدم شیث سے ہوگا اوسکا تولد اسطرح پر توام
ہونا چاہیئے کہ اول بطن مادر سے لڑکی خارج ہو بعدہ وہ خلیفۃ اللہ قدم شیث پیدا ہو تاکہ وہ
آخر مولود کہلاوے اور اُسکے وفات کے بعد اوس جیسا خلیفۃ اللہ پیدا نہ ہو ہاں اگر ایسا
کچھ ہو کہ اُسکی حیات میں ہے کوئی ولد انسان کامل ولادت پائی تو مرجو ہے جیسا کہ حضرت
شیث سے بھی ولد انسان کامل پیدا ہوا اسیواسطے حضرت شیخ نے لیس معه ولد نہ
فرمایا۔ بلکہ فرماتے ہیں۔ ولیس بعده ولد فی هذا النوع فهو خاتم الاولاد وتولد
معه اخت له فتخرج قبله ویخرج بعدها یکون راسه عند رجلیها
مطلب شیخ کا اس کشف سے یہ ہے کہ اس نوع انسانی میں جو انی جاعل فی
الارض خلیفة[2] کا مصداق ہو بعد اس خلیفہ آخر الزمان کے کوئی مولود اوس جیسا نوع انسان
میں کامل نہیں ہووے گا بعد کی قید اسیواسطے لگائی گئی ہے۔ کہ اوس کی حیات میں

[1] تحقیق اللہ تعالی اس امت کے اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایک ایسے شخص کو پیدا اور مبعوث کرتا ہے جو اسکے دین اسلام کی برکات اور فیوض کو تجدید کردیوے ۱۲
[2] تحقیق پیدا کرنے والا ہوں زمین میں ایک اپنا نائب ۱۲ منہ

کوئی مولود انسان کامل ہو سکتا ہے پس یہ خلیفہ آخر الزمان ایک وجہ سے تو خاتم الاولاد ہی اور دوسری وجہ سے خاتم الاآبا بھی ہے اور شراح فصوص نے حضرت مہدی آخر الزمان کو خاتم الاآبا بھی لکھا ہے چنانچہ عالم روحانی و ربانی حضرت شیخ عبد الرزاق قاشانی فصوص کی اس مقام کی شرح میں لکھتے ہیں وخاتم الآباء فی ھذا النوع ھو المھدی علیہ السلام اور اس شان سے توام پیدا ہونے میں سِر یہ ہے کہ یہ خلیفہ چونکہ خلیفہ آخر الزمان ہے لہذا ضروری ہوا کہ اوس خلیفہ اللہ میں دربارہ تبلیغ احکام الدین کو آخر زمانہ مقتضی ہے۔ کوئی مادہ انفعالی باقی نہ رہے جو مادہ انوثیت ہے۔ اور چونکہ ہر ایک قوت کا مبدا سر سے شروع ہوتا ہے اور پھر وُہ قوت بتدریج پیروں تک ضعیف ہوتی چلی جاتی ہے۔ لہذا مناسب ہوا کہ سر اوس توام مولود کا لڑکے کے پیروں کے پاس ہوتا کہ وُہ مولود کسیطرح سے مادہ انفعالی کے ساتھ متاثر نہ ہوا ہو اب دیکھو تطبیق اس کشف کی جسکو مدت تقریباً چھ سو اٹھاسی ۶۸۸ برس کی ہو چکی اور یہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود جناب **مرزا غلام احمد صاحب** کے کیسا پور یطرح صادق آتا ہے کیونکہ اُنکی ولادت بعینہا اسی طرح پر توام ہوئی ہے جس طرح پر پیشین گوئی شیخ میں مندرج ہے۔ اگر کسیکو شک ہو تو دریافت کر لے اون مخالفین سے جو خاص حضرت مرزا صاحب کے خاندان سے بہ کثرت متواتر موجود ہیں والحمد للہ۔ اب واضح ہو کہ حضرت اقدس کے آبا و اجداد جو فارسی الاصل ہیں بعض اونکے سمرقندی الاصل بھی ہیں چنانچہ کتاب تبلیغ وغیرہ میں اسکی تصریح موجود ہے اور یہ بات تو جغرافیہ دانوں پر واضح ہے کہ سمرقند چینی تاتار میں ہے جس کی نسبت وارد ہے کہ اطلبوا العلم ولو کان بالصین[عہ] کیونکہ ملک چین اقصی البلاد سے ہے لہذا شیخ فرماتے ہیں ویکون مولدہ بالصین سر یہ ہے کہ جیسے بہ لحاظ زمانہ کے یہ خلیفہ اللہ آخر الزمان ہوا باعتبار مکان کے بھی منتہی البلاد سے ہونا چاہئے آگے شیخ فرماتے ہیں کہ و

عہ یعنے طلب کرو تم علم کو اگرچہ اقصی البلاد یعنے چین میں ہو ۱۲ منہ

لغتہ لغت بلد کا۔ مراد لغت سے جو مضاف اور مضاف الیہ ہے باضافت
تخصیصی وہ الہام و کلام ہے جو اس خلیفہ آخر الزمان کو وہبی طور پر عنایت ہوگا مطلب یہ ہے
کہ جیسے وہ باعتبار زمان کے آخر باعتبار مکان کے منتہی البلاد اسیطرح بلحاظ اپنے کلام کے
بھی منتہی الکلام ہوگا۔ یعنے اسکی کلام کا کوئی مخالف مقابلہ نہ کر سکے گا اور چونکہ فیض روحانی دنیا
سے منقطع ہو چکا ہوگا اور تمام سلاسل روحانی میں کچھ نہ کچھ فساد جاری ہوگیا ہوگا لہذا اوسکا کلام
والہام بھی انسان سفلی فقہائے زمانہ سے نہائیت ارفع درجہ پر ہوگا کہ وہ اسکو قبول نہ کرینگے اور اسی
کیطرف حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ لو کان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس علہ
اب چونکہ یہ خلیفہ آخر الزمان ہے بعد اسکے کوئی ایسا مولود پیدا ہوگا۔ جو ایسے خلیفہ اللہ کا مصداق
ہو۔ لہذا فرماتے ہیں و یسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادۃ
اور واضح ہو کہ حضرت اقدس کو سولہ سترہ برس سے یہ الہام بھی ہو چکا ہے کہ دنیا میں ایک
نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اوسکو قبول کریگا اور بڑے زور اور حملوں سے اوسکی
سچائی کو ظاہر کریگا لہذا شیخ اکبر مضمون اس الہام کو مجملاً اپنے کشف میں تحریر فرماتے ہیں ویدعوھم
الی اللہ فلا یجاب اب چونکہ کوئی سچا داعی الی اللہ ایسا نہیں ہوا جو بالآخر زوروں اور حملوں کے
ساتھ موید من اللہ نہ ہوا ہو اور اسکی سچائی دنیا پر ظاہر نہ کی گئی ہو لہذا ویدعوھم الی اللہ
کو تائید الٰہی لوازم میں سے ہے۔ پس یہ مقولہ ویدعوھم الی اللہ باواز بلند فقرہ آخری الہام
حضرت اقدس کو تبلا رہا ہے اور کشف شیخ اکبر سے ملتا ہے اوپر الہام حضرت اقدس کے
وھو المطلوب آخر کشف میں بالاجمال وہی مضامین ہیں جو احادیث میں بعد انقضاء زمانہ
علیسے موعود کے مفصلاً آئی ہیں اونکی شرح کی کچھ ضرورت نہیں اس کشف شیخ سے وہ مقولہ
بھی صحیح ہوگیا جو نسبت مسیح موعود کے مخالفین کی زبان پر مشہور ہے۔ لا یقبل الا السلام
یعنے جبکہ اوس مسیح موعود میں مادہ انفعالی موجود ہی نہیں اور دعوت الی اللہ اوسکی صرف
حجت اور برہان سے ہے تو اب قبول جبریہ کیسا۔ قبول جبریہ توسیفی دعوت میں ہو سکتا ہے

علہ اگر جا لگے گا علم دین منزل ثریا تو لے لیوے گا ۱۲

تا اوس مسیح موعود کے وقت میں جو مصداق ہے یضع الحرب کا۔ اب آخری التماس عاجز کی بخدمت ناظرین رسالہ کے یہ ہے کہ جب اس خلیفۃ اللہ کے لئے اسقدر نشانات و آیات الٰہی واقع ہو چکے تو اب بھی تصدیق نکرنا ایسا ہے جیسا کوئی مسافر دہلی کو جانیوالا تمام رستہ دہلی کو اپنے تمام نشانوں اور علامات کے ساتھ طے کر کر دہلی دروازہ پر پہونچ جاوے اور پھر یہ کہنے لگے کہ میں تو اسکو شہر دہلی تسلیم نہیں کرتا ہوں ونعوذ باللہ من ھذہ السفاھۃ وعناد المخالفین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین حررہ

**محمد احسن قال مولانا وبالفضل اولانا حکیم الامۃ والاسلام ھادی الانام بعد سماعہ**

انت محمد احسن فاحسن الیہ جزاء اللہ

# وجہ تسمیہ رسالہ ہذا بہ مسک العارف

رویا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیان

بتاریخ نہم رمضان المبارک ۱۳۱۲ ہجری حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود نے خواب دیکھا کہ ملازم ڈاک سمی پیر بخش دروازے پر کھڑا ہوا آواز دے رہا ہے کہ یہ خط لیجاوے مولوی سید محمد احسن صاحب کا خط ہے جب حضرت اقدس نے اوس خط کو لیا تو اوسپر لکھا ہوا بہت کچھ ہے مگر حضرت اقدس نے اسوقت صرف (العارف) پڑھا جب آپ اوس خط کو اندر مکان کے لیگئے تو اسکو **مسک العارف** پڑھا پھر آنکھ کھل گئی فقط وقت صبح بیان فرمایا ۱۲ فروری ۱۸۹۵ء لہذا اس رسالہ کا نام مسک العارف رکھا جانیسے یہ مضمون لندریا کا پورا واقع ہو گیا والحمد للہ

## قصیدہ از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد مختار شاہجہانپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

| | | | |
|---|---|---|---|
| اے چشمۂ جود و کرم | بحر فیوضات اتم | عالی ہمم والا حشم | محبوب رب الکرم |
| اے مصدر لطف و عطا | اے معدن جود و سخا | اے منبع مہر و وفا | اے مخزن فیض اتم |
| اے حامی دین متین | اے خادم شرع مبین | اے عالم علم الیقین | اے عاشق شاہ امم |
| اے چارۂ بیچارگان | اے رہنمائے گمرہاں | اے مرہم آزار جان | اے مظہر لطف و کرم |

اے مظہرِ شانِ خدا
اے ہادیِ باعز و شاں
اے موردِ انعامِ حق
اے مہدیِ عالی ہمم
اے عشقِ تو ایمانِ من
تو ہے ہمارا پیشوا
گو رنج و غم سہتے ہیں ہم
ہوتیں ہیں ظلم ناروا
ہم سب کو ہے اے نیکخو
جو عالمان باخدا
باقی ہیں جو ناآشنا
دیکھو تم اے اہلِ ریا
وہ پہلوان باخدا
دکھلا کے فرمان خدا
یعنی مسیح ناصری
بے وجہ اے اہل ریا
ہیں حضرت عیسےٰ کہاں
خالق نے فرمایا نہیں ؟
قرآن کیا کچھ دور ہے
علامہ شیخ علی[1]
لوگو کرو خالق کا ڈر
مالک[2] نے فرمایا ہے کیا
فرزند عم مصطفےٰ
قول جناب عائشہ
ان سب کا ہے یہ قول جب
باز آؤ ان عادات سے
جب ہے یہ فرمان خدا

محبوب خاصانِ خدا
اے مہدیِ آخر زماں
اے باعثِ اکرام حق
اے ہادیِ والاحشم
اے الفتِ تو جانِ من
تو ہے ہمارا رہنما
مشقِ ستم رہتے ہیں ہم
لیکن ہمیں پرواہ ہے کیا
تیرے لقا کی آرزو
رکھتے ہیں علم باصفا
وہ تجھکو کہتے ہیں برا
دیکھو تم اے اہل جفا
وہ شہسوار باصفا
باقول شاہ انبیا
اللہ کے پیارے نبی
کرتے ہو تم جور و جفا
جو واپس آئیں گے یہاں
قرآں میں آیا نہیں
دیکھے جسے منظور ہے
لکھیں وفات عیسوی
بھولو نہ اپنے علم پر
کیا ابن قیم نے لکھا
ارشاد فرماتے ہیں کیا
طبرانی میں بھی یوں لکھا
لازم ہے پھر انکار کب
ناخوش نہ ہو اسبات سے
جب ہے یہ قول مصطفےٰ

پابند فرمانِ خدا
اے باعث آرام جاں
اے مہبطِ الہامِ حق
اے عیسےٰ فرخ شیم
اے دردِ تو درمانِ من
تو ہے ہمارا مقتدا
لیکن یہی کہتے ہیں ہم
جب تیرے آگے کہو دیا
کرتے ہیں تیری گفتگو
دل تجھ پہ کرتے ہیں فدا
تیرے غلام اے پیشوا
دیکھو تم اے اہل دغا
تم سب کو ہے للکارتا
ثابت کرو یہ مسئلہ
بااین حیات دنیوی
کیوں دور تم نے کر دیا
ہے بے سروپا یہ گماں
حضرت نے فرمایا نہیں
عیسےٰ کا کچھ مذکور ہے
لیکن نہ مانیں مولوی
کہتے ہیں کیا اہل نظر
کیا ہے محمدؐ نے کہا[3]
دیکھے جسے ہو شک ذرا
یعنے مسیح باصفا
کیا کرتے ہو لوگو غضب
ثابت ہے تیس آیات سے
پھر ماننے میں عذر کیا

سرتا بہ پا لطف و کرم
اے دافع رنج و الم
اے ذی حشم اے محترم
اے رہبر راہ ارم
اکنون بمطلب آمدم
اک چاکر کمتر ہیں ہم
تجھ پر فدا ہو جاتیں ہم
ہم نے سر تسلیم خم
لحظہ بلحظہ دمبدم
پیتے ہیں دھو دھو کر قدم
کہتے ہیں اُٹھتے دمبدم
دیکھو تم اے اہل ستم
آجاؤ سب ہو کر بہم
اے بانی جور و ستم
ہیں ساکن چرخ دوم
خوف خدائے اکرم
خلاق عالم کی قسم
پھر ان ہیں کسطرح ہم
یا فوت ہونا ہے رقم
تو کیا کریں عاجز ہیں ہم
دیکھو اسے ہو کر بہم
کیا کہتے ہیں ابن حزم
کیا ہے بخاری میں رقم
راہی ہوئے سوئے عدم
یہ کرتے ہو تم کیا ستم
موت مسیح ذی حشم
کر دو سر تسلیم خم

علہ دیکھو سراج منیر عکہ دیکھو مجمع بحار الانوار جلد اول عسہ دیکھو مدارج السالکین ۱۲ عکلہ دیکھو صحیح بخاری شریف کتاب التفسیر انہ یا عیسےٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ وانہ شہید فلما توفیتنی کنت انت الرقیب الخ
عہ دیکھو صحیح بخاری شریف زیر آیت یا عیسےٰ انی متوفیک الخ

بازآؤ ظلم و جور سے
کیا فائدہ اس طور سے
دیکھو نگاہ غور سے
حال غلام احمد م

قولِ شہِ جن و بشر
صادق ہیں اوس سر بسر
انصاف سے دیکھو اگر
پاؤ نہ مطلق بیش و کم

شمس و قمر کا واقعہ
تھا جو کہ قول مصطفٰے
وہ بھی تو پورا ہو گیا
پھر کسطرح مانیں نہ ہم

میدان میں وہ شیر نر
تنہا کھڑا ہے بے خطر
آجائے جو خم ٹھونک کر
ہے کون ایسا تازہ دم

عیسائی ہوں یا آریا
یا نیچری یا دہریا
یا اور اُسکے ماسوا
برہمو ہوں یا ہندو دھرم

المختصر کل اشقیا
اُوسکے مقابل آئیں کیا
ہیجان سب کو کر دیا
حجت نے اوسکی یک قلم

وہ حامی اسلام ہے
اوسکا یہی اک کام ہے
مصروف صبح و شام ہے
اسلام میں وہ ذی حشم

وہ عز و جاہ قوم ہے
وہ بادشاہ قوم ہے
وہ خیر خواہ قوم ہے
قوم اوس پہ کرتی ہے ستم

اے قوم اب بہر خدا
تو اپنی ضد سے باز آ
کر اپنی حالت پہ ذرا
تو آپ ہی لطف و کرم

اے امت شاہ عرب
کافر دیا کس کو لقب
یہ کیا کیا تونے غضب
یہ کیا کیا تونے ستم

وہ مہدی معہود ہے
وہ عیسے موعود ہے
اوسکا عدو مردود ہے
نزد خدائے اکرم

ہاں ہے وہ منظور خدا
ہاں ہے وہ مامور خدا
ہاں ہے وہ پر نور خدا
لاریب سلطان القلم

عالم میں اسکی خوبیاں
ہیں جلوہ گر خورشید ساں
معروف ہے اوسکی زباں
مشہور ہے اوسکا قلم

کیا لب میں کیا تقریر ہے
کیا بات کیا تاثیر ہے
کیا ہاتھ کیا تحریر ہے
پرزور ہے کتنا قلم

اُسکے مقابل ذی ادب
کب کھولتے ہیں اپنے لب
جملہ فصیحان عرب
خاموش ہیں مثل عجم

وہ شاہسوار نامور
مائل اگر ہو بحث پر
بھاگیں عدوے بدگہر
ٹھہریں نہ ہرگز ایکدم

ترساں ہے جمع دشمناں
لرزاں ہے انبوہ گراں
ہے اُسکی کلک دو زباں
گویا کہ شمشیر دو دم

جو عزت دیں اونے کی
جو عظمت دیں اونے کی
جو خدمت دیں اونے کی
عاجز ہے لکھنے سے قلم

یہ آسمان پیر اگر
لے مشعل شمس و قمر
چکر لگائے در بدر
گا ہے عرب گا ہے عجم

لیکن اسے کوئی بشر
اُوسکا نظیر آئے نظر
ہے غیر ممکن سر بسر
ایمان سے کہتے ہیں ہم

پھر اوسکی توصیف و ثنا
کیا کر سکے کوئی ادا
اے دل تو اب کر یہ دعا
آمین کہتے جائیں ہم

اے خالق ارض و سما
اے مالک ہر دو سرا
دے تو انہیں فہم و ذکا
تا مان لیں اہل ستم

آپس کے جھگڑے دور ہوں
مل جل کے سب مسرور ہوں
بغض و حسد مہجور ہوں
مفقود ہوں رنج و الم

دجال بد اطوار پر
عیسے کو دے فتح و ظفر
خدام کے دل شاد کر
اے ذوالجلال و ذوالکرم

کر ختم اب یہ داستاں
کیا تو ہے کیا تیرا بیاں
مختار روک اپنی زباں
مختار تھام اپنا قلم

المشتہر
سید محمد احسن امروہوی ۴ مارچ ۹۸ء مقام قادیان ضلع گورداسپور